عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۹ | ۲۵ ربیع الثانی تا ۲ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۸ جولائی تا ۳ اگست ۲۰۰۰ء | شمارہ نمبر ۱۰

پہچان

صیہونی قوتوں کے خاموش حملے
قومی ضمیر کے لئے مقامِ فکر

جنرل پرویز مشرف کے نام کھلا خط

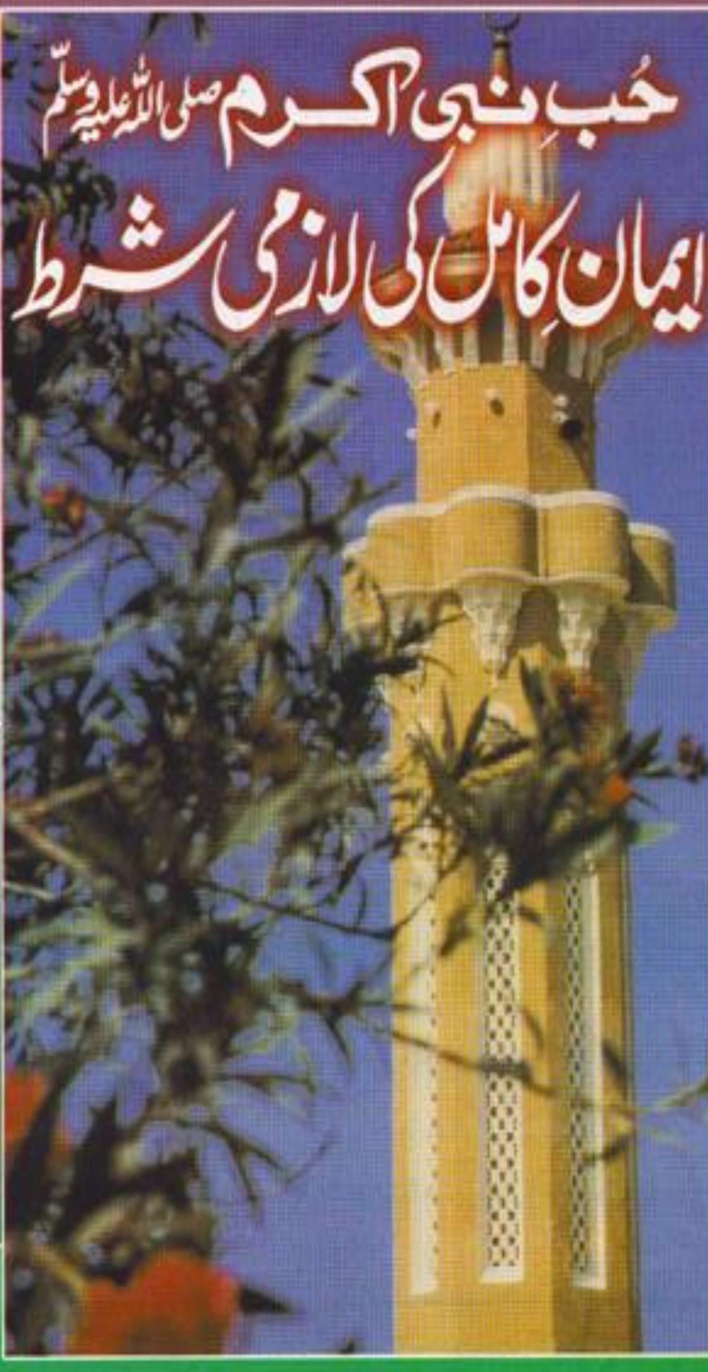

ذکرِ الٰہی کامیابی کی کلید

قیمت: ۵ روپے

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

امام کے مسائل

اہل کے ہوتے ہوئے غیر اہل کو امام بنانا:

س..... زید و عمر دونوں ایک مسجد میں رہتے ہیں زید امام مقرر ہے جو عالم حافظ قاری ہے۔ لیکن خوشامد یا ڈر کی وجہ سے عمر کو نماز کے لئے کھڑا کر دیتا ہے جو نہ حافظ ہے نہ قاری اور نہ مولوی ہے اور قرآن پاک بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا تو کیا زید کے ہوتے ہوئے عمر کی اقتداء میں سب کی نماز درست ہو جائے گی یا نہیں؟

ج..... اس مسئلہ میں دو باتیں قابل غور ہیں اول یہ کہ زید جب امام مقرر ہے تو عمر کو امامت نہیں کرنی چاہئے اگر زید کی اجازت کے بغیر امامت کرتا ہے پھر تو مکروہ تحریمی ہے، اور اگر زید کی اجازت سے پڑھاتا ہے پھر بھی خلاف اولیٰ ہے کیونکہ وہ زید سے کمتر ہے دوسری بات یہ ہے کہ زید عالم، حافظ و قاری ہے اس کے برعکس عمر قرأت صحیح نہیں پڑھتا حافظ عالم قاری بھی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں دو حالتیں ہیں کہ عمر کی قرأت مخارج حروف اور صفات ذاتیہ کی ادائیگی کے ساتھ ہے یا نہیں۔

(۱)..... اگر مخارج حروف اور صفات ذاتیہ کو ادا نہیں کرتا تو نماز صحیح نہیں ہوگی اور (۲) اگر مخارج و صفات ذاتیہ کو ادا کرتا ہے لیکن صفات محسنہ ممیزہ سے بے خبر ہے تو ایسی صورت میں نماز ہو جائے گی لیکن زید کے مقابلے میں اس کی امامت خلاف افضل اور مکروہ تنزیہی ہوگی۔ رہا یہ کہ قرأت صحیح پڑھتا ہے یا نہیں، اس کا فیصلہ مستند قرأ کر سکتے ہیں۔ عامۃ الناس نہیں کر سکتے۔ اس لئے زید اگر اس مسئلہ میں نرمی کرتا ہے تو عمر کی قرأت کسی دوسرے مستند قاری جس پر اعتماد ہو کو سنا کر فیصلہ لے لیں۔

اعراب کی غلطی کرنے والے امام کی اقتدا میں نماز:

س..... اگر قرأت میں امام صاحب کوئی اعرابی غلطی کریں اور متواتر غلطی کرتے رہیں کیا نماز صحیح ہو جائے گی یا نہیں؟

ج..... جس اعرابی غلطی سے قرآن کے معنیٰ میں تبدیلی آجائے اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر ایسی تبدیلی نہ آئے تو نماز درست ہو جائے گی۔

جو پرہیزگار نہ امامت کرے نہ اقتدا کرے وہ گناہگار ہے:

س..... اگر کسی محلے یا گاؤں میں مسجد کا پیش امام کسی وجہ سے نماز پڑھانے نہیں آسکا اور اس کی جگہ کوئی بزرگ نماز پڑھا دیں، اور پورے گاؤں میں ایک ہی آدمی ایسا ہو جو خود بھی متقی اور پرہیزگار ہو اور وہ نہ خود امامت کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی وہ کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو شرعی نقطہ نگاہ سے وہ آدمی اسلام میں کیسا ہے؟

ج..... وہ شخص گناہگار ہے۔

پابند شرع لیکن قرأت میں غلطیاں کرنے والے کی امامت:

س..... کیا ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح ہے جو بالکل صحیح طور پر شریعت کا پابند ہو مگر وہ نماز کے دوران قرأت کی غلطیاں کرتا ہو؟

ج..... قرأت کی بعض غلطیاں ایسی ہیں کہ ان سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اس لئے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔

غلط قرأت کرنے والے امام کی اقتدا:

س..... ہمارے گاؤں کی مسجد کے امام صاحب و خطیب جو گزشتہ ۱۲ سال سے امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، جن کی دینی تعلیم کی یہ حالت ہے کہ نماز میں دوران قرأت ایسی غلطیاں کرتے ہیں جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ مثلاً دوران قرأت زیر کی جگہ زبر، زبر کی جگہ زیر اور زیر و زبر کی جگہ پیش واؤ کا زائد استعمال یا حروف واؤ چھوڑ جانا شد و مد کا خیال نہ کرنا کھڑی زبر کی جگہ صرف زبر کا پڑھنا یا تاکیدی (ل) کی جگہ منفی (لا) پڑھنا وغیرہ وغیرہ گزشتہ پانچ سال کے دوران میں نے کئی مرتبہ امام صاحب کو ایسی غلطیوں کی نشاندہی کرائی لیکن وہ باز نہ آئے اور بدستور اللہ کے کلام کے ساتھ مذاق اڑاتے رہے ہیں بالآخر میں نے مجبور ہو کر ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی اور گاؤں کے سینکڑوں لوگ ان کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہیں اور گاؤں کے چند ایک افراد مولوی صاحب کی حمایت کرتے ہیں اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہم ان پڑھ لوگ ہیں ہماری نماز ہو جاتی ہے حالانکہ بندہ ناچیز اس سے قبل کئی مفتیان عظام سے فتاویٰ حاصل کر چکا ہے لیکن وہ لوگ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

ج..... ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی امام کو تبدیل کر دیا جائے اور کسی صحیح پڑھنے والے کو امام مقرر کیا جائے ورنہ سب کی نمازیں غارت ہوتی رہیں گی۔

http://www.Khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مفتی محمد جمیل خان

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۹ [illegible] شمارہ [illegible]

بنیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ
شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا، اشتہارات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو راجپوت
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

علماء کرام کے دو درس فیصلے	(اداریہ)	4
ذکر الٰہی کامیابی کی کلید	(جناب شرافت حسین اثری)	6
حب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کامل کی لازمی شرط	(مولانا ڈاکٹر شمس تبریز خان)	9
ہاں ہم ہی مجرم ہیں	(جناب محمد طاہر رزاق)	11
کھلا خط بنام جناب جنرل پرویز مشرف صاحب	(جناب محمد افضل چوہدری)	13
بچپن	(جناب فیض الرحمٰن)	16
صیہونی قوتوں کے خاموش حملے، قومی ضمیر کے لئے مقام فکر	(وسیم الدین صدیقی)	20
اسلام آباد کورس کی کامیابی	(مولانا قاضی احسان احمد)	22
اخبار ختم نبوت		25

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ ڈالر
زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۵ روپے، سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک، بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۴۹۸۸
کراچی (پاکستان) ارسال کریں

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ، ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
[illegible]
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

[illegible]

ختم نبوۃ

(اداریہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمأ کرام کے دوررس فیصلے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت اہل سنت والجماعت اسلام آباد، راولپنڈی ملک بھر کے چیدہ چیدہ اکابر علمأ کرام کے اجلاس میں مسلک دیوبند کے مختلف علمأ کرام، مشائخ عظام، دینی جماعتوں اور دینی مدارس کے درمیان یگانگت، خیر سگالی اور مشترکہ امور پر متحدہ جدوجہد کی فضا پیدا کرنے اور اکابر اسلاف کے طرز عمل پر از سر نو کام شروع کرنے کے لائحہ عمل کو طے کرنے کے لئے ایک پچیس رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جن کے اسمائے گرامی گزشتہ سے قبل شمارہ میں اجلاس کی کارروائی کے ضمن میں شائع کر دیئے گئے۔ اس کمیٹی کا پہلا اجلاس ۱۴، ۱۵/ ربیع الثانی ۱۷، ۱۸/ جولائی کو کراچی اور پاکستان کے مسلک علمأ دیوبند کے سب سے بڑے مرکز محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی، امام اہل سنت مولانا مفتی احمد الرحمن، محدث کبیر مولانا محمد ادریس میرٹھی، ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید، شیخ الحدیث مولانا سید مصباح اللہ شاہ صاحب، شہید مسلک دیوبند مولانا عبدالسمیع، شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے گلشن جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا سمیع الحق کے علاوہ تمام مقتدر افراد نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ اجلاس کی میزبانی کے فرائض جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، شیخ الحدیث مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا محمد امداد اللہ اور قاری محمد اقبال نے حسن و خوبی انجام دیئے۔ جامعہ کی مجلس شوریٰ کی جانب سے اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر شایان شان انتظامات اور اکابر علمأ کرام کے شایان شان اکرام کرنے کی روایت نے اس امید کو مزید جلا بخشی کہ الحمدللہ مسلک حقہ کے اکابر "رحماء بینھم" کی تصویر ہیں۔ گزشتہ عشرہ سے اجتماعی اور مشترکہ اجتماعات کی جو صورت حال تھی، اس کی وجہ سے اسلام آباد کے اجلاس کے بارے میں عام تاثر یہ تھا کہ یہ اجلاس نتیجہ خیزی کے بجائے مزید افتراق و انتشار کا باعث بنے گا مگر اکابر علمأ کرام کے اخلاص اور جمعیت اہل سنت والجماعت اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے بعض اکابر علمأ کرام خصوصاً مولانا عزیز الرحمن جالندھری کے مدبرانہ طرز عمل نے دشمنوں کے اس تاثر کو کامیاب ہونے نہیں دیا اور یہ اجلاس نہ صرف گہری محبت و خیر سگالی کا مظہر ہوا بلکہ علمأ کرام نے اس طرز عمل کو مستقل اور مزید بہتر بنانے کے لئے مزید کام کرنے پر اتفاق کیا اور ایک نکتہ اتحاد پر مسلک کے لئے کام کرنے کا عزم و اظہار کیا اور اس کے لئے موجودہ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔ اجلاس کا آغاز قاری سعید الرحمن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا جامعہ فاروقیہ کے مہتمم مولانا سلیم اللہ خان کی صدارت کے اعلان کے بعد مولانا مفتی محمد جمیل خان نے اجلاس کی غرض و غایت اور ایجنڈے کی مختصر توضیح بیان کی اور سپاہ صحابہ کی سپریم کونسل کے سربراہ خطیب ملت مولانا ضیاالقاسمی سے درخواست کی کہ وہ اس سلسلے میں اپنی رائے اور تجاویز سے شرکائے اجلاس کو آگاہ کریں۔ مولانا ضیاالقاسمی صاحب نے بہت ہی دلسوزی اور اکابر علمأ کرام کے طرز کے مطابق اخلاص کے ساتھ تفصیلی تجاویز اور مفاہمت بڑھانے کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمن سے خصوصاً اور تمام مقتدر علمأ کرام سے عموماً درخواست کی کہ وہ اس سلسلے میں موثر اور بھرپور کردار ادا کریں۔ انہوں نے اکابر علمأ کرام کے ایک مختصر بورڈ کی تشکیل پر بھی زور دیا کہ وہ مختلف جماعتوں کے درمیان مفاہمت کے لئے ایک ضابطہ اخلاق اور تعاون کے طریقہ کار کو وضع کرے، انہوں نے جرنیل سپاہ صحابہؓ مولانا محمد اعظم طارق کی تائید سے پیشکش کی کہ وہ مفتیان کرام کا ایک پینل تشکیل دیں جو شرعی طور پر سپاہ صحابہؓ کے تحریکی انداز کے بارے میں اپنی رائے پیش کرے۔ سپاہ صحابہ اس پر مکمل طور پر عمل کرے گی کیونکہ مسلک اکابر علمأ کرام کی وارث جماعت ہے جو کسی صورت میں اپنے اسلاف کے راستہ سے ہٹنے کا تصور بھی گناہ سمجھتی ہے۔ جمعیت علمأ اسلام کے حافظ حسین احمد نے مسلک کے تحفظ، علمأ کرام کی حفاظت اور مفاہمت کے بارے میں بہترین تجاویز پیش کیں۔ مجلس احرار اسلام کے سربراہ مولانا عطاءالمہیمن نے خوبصورت انداز میں اشتراک عمل کی اہمیت اور مختلف جماعتوں کے درمیان مفاہمت اور اور مسلک کی بنیاد پر فیصلوں کی تائید کے لئے ایک سپریم کونسل کی تشکیل کی ضرورت پر زور دیا۔ سپاہ صحابہؓ کے مولانا محمد اعظم طارق نے اپنی جماعت کی جانب سے ہر ممکن تعاون کا یقین دلاتے ہوئے کہا کہ مسلک دیوبند ہمارے لئے سب کچھ ہے ہم نے عظمت صحابہ کا بیڑہ اٹھایا ہے امید ہے کہ ہمارے ساتھ اس مسئلہ میں ہر قسم کا تعاون ہوگا۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر مولانا سلیم اللہ خان نے مختصر انداز میں اجلاس کے مقاصد کی تائید کرتے ہوئے اس کے تسلسل پر زور دیا۔ جامعہ خیر المدارس کے مہتمم مولانا محمد حنیف جالندھری، جامعہ اسلامیہ راولپنڈی کے قاری سعید الرحمن، جامع مسجد گلگت کے خطیب قاضی نثار، سواد اعظم اہل سنت کے مولانا محمد اسفندیار خان، جامعہ احسن العلوم کے مولانا زرولی خان، جامعہ امداد العلوم کے مولانا حسن جان، جامعہ تعلیم القرآن کے مولانا اشرف علی وغیرہ نے بھی اچھے انداز میں اجلاس کے ایجنڈے کے سلسلے میں تجاویز پیش کیں۔

جمعیت علمأ اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمن (جو کہ مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد ان کے حکم سے اجلاس کی صدارت کر رہے تھے) نے آخری خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلک دیوبند کی مختلف جماعتوں کے آپس کے بعد اور دوری پیدا کرنے کے لئے بہت موثر انداز میں کام کیا گیا، جس کی وجہ سے ہماری مرکزی قوت اور طاقت بکھر کر رہ گئی جس کی وجہ سے ہم دینی کاموں کو موثر انداز میں نہیں کر سکے، اس لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ ہم آپس میں بیٹھ کر جذباتی فیصلے

ختم نبوۃ

کرنے کے بجائے تمام عوامل اور اسباب پر غور کر کے ایک دوسرے کے قریب آنے کی جدوجہد کریں۔ آج کے اجلاس میں کچھ باتیں ہوئیں اور کچھ کل کے اجلاس میں ہوں گی۔ اس طرح ہمارے درمیان خیر سگالی کے جذبات ابھریں گے شکایات رفع ہوں گی اور ایک وقت آئے گا کہ ہم باہم شیر و شکر ہو کر بھرپور انداز میں سابقہ طریقے پر اسلاف کے کارناموں کو اجاگر کرتے ہوئے بھرپور قوت کے ساتھ مسلک کی خدمت کریں گے۔ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مہتمم جامعہ بنوری ٹاؤن کی دعا پر یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ بعد ازاں جامعہ بنوری ٹاؤن کی جانب سے ظہرانے کا اہتمام کیا گیا۔

۱۸/ اکتوبر کو صبح دس بجے دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ مفتی محمد جمیل خان نے گزشتہ روز کی تجاویز کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے علماء دیوبند کی مذہبی جماعتوں کے درمیان اشتراک اور مسلک کی بنیاد پر ایک نکتہ اتحاد اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے قاتلوں کی گرفتاری کے سلسلے میں غلط تفتیش پر غور کرنے کی درخواست کی۔ پہلے نکتے پر تفصیل کے ساتھ بحث ہوئی۔ مولانا ضیاء القاسمی، مولانا محمد اعظم طارق، مولانا فضل الرحمن، مولانا اسفندیار خان، قاری سعید الرحمن، حافظ حسین احمد نے تفصیل سے اختلافات کی وجوہات پر بحث کی۔ مسلک کی مختلف جماعتوں کے ذریعے طرز عمل پر بحث و مباحثہ ہوا ایک دوسرے پر اشکالات کئے گئے لیکن سب سے زیادہ خوشی اور مسرت کی بات یہ دیکھنے میں آئی کہ یہ سب کچھ بہت ہی خوشگوار ماحول میں ہوا اور ہر شخص نے ایک دوسرے پر اعتراضات اور اشکالات نہایت صبر و تحمل کے ساتھ سنے اور ایک دوسرے کی تجاویز پر سنجیدگی سے غور کرنے کا وعدہ کیا۔ ہر جماعت اور فرد نے یقین کا اظہار کیا کہ وہ ایک دوسرے کے احترام کو ملحوظ رکھیں گے۔ اجلاس میں طے پایا کہ پہلے مرحلے میں تمام اکابرین اپنے کارکنوں کی تربیت میں اس کا خاص طور پر خیال رکھیں گے کہ مسلک حقہ کے تمام اکابرین کے احترام کی تلقین کریں گے، مشترکہ اجتماعات میں انفرادی اور جماعتی نعروں سے گریز کریں گے اور ایک دوسرے کے جلسے میں ایک دوسرے کے جھنڈوں کی دوڑ میں شرکت نہیں کریں گے۔ طویل بحث و مباحثہ کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ خیر سگالی کے ان جذبات اور مکاتب فکر کے ان اصولوں کی روشنی میں تمام جماعتیں اپنی اپنی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں ان تجاویز پر غور کر کے اپنی جماعتوں سے اعتماد حاصل کریں تاکہ آئندہ کے اجلاسوں میں زیادہ سے زیادہ فیصلوں کی طرف جایا جاسکے۔ اس دوران اس اجلاس کی روشنی میں جماعتی کارکنوں کو مفاہمت اور اشتراک عمل کے لئے تیار کیا جائے تاکہ اگلے اجلاس سے قبل اس بات کا احساس پیدا ہو جائے کہ قائدین اور اکابرین اخلاص عمل سے مفاہمت کی راہ کی طرف گامزن ہیں۔ آئندہ جماعتوں کے اجتماعات اور جلسے اجلاس کی تائید کردہ مفاہمت کی فضا کے غماز ہوں، مشترکہ اجلاس اور جلسے کی فضا تیار کی جائے تاکہ تمام قائدین بلا خوف اس میں شرکت کے لئے تیار ہو جائیں۔ اجلاس کے شرکاء نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ اس دوران ایک دوسرے کو دعوت دے کر کارکنوں میں اس احساس کو اجاگر کریں گے کہ مفاہمت کی طرف رخ کرایا گیا ہے۔ اختلافی مسائل کے سلسلے میں کہا گیا کہ اس "علماء کونسل" کے پلیٹ فارم کو استعمال کیا جائے گا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگلا اجلاس ۷/ نومبر کو لاہور میں منعقد ہوگا، جس کی میزبانی کے فرائض مجلس احرار اسلام کے جناب سید کفیل شاہ بخاری انجام دیں گے۔

اس کے بعد شہید ختم نبوت حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے قتل کی تفتیش کے سلسلے میں حافظ عبدالقیوم نعمانی نے تفصیل سے اب تک کی کارکردگی بیان کی، جس پر مولانا محمد اعظم طارق، مولانا فضل الرحمن، مولانا ضیاء القاسمی اور دیگر علماء کرام نے سوالات اور جرح کی اور آخر کار فیصلہ کیا گیا کہ موجودہ تفتیش قابل اطمینان نہیں اور سازش کو بے نقاب کرنے کے بجائے اس کو انفرادی اشخاص کے عمل کی طرف لے جا کر آئندہ کے لئے مشکلات پیدا کی جارہی ہیں، اس لئے اصل قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔ اس سلسلے میں فیصلہ کیا گیا کہ پورے پاکستان سمیت دنیا بھر میں ۲۸/ جولائی کو پرامن یوم احتجاج منایا جائے۔ اس کے باوجود حکومت قاتلوں کو گرفتار کرنے میں ناکام رہتی ہے تو اگست کے مہینہ میں کراچی کی سطح پر علماء کرام، مشائخ عظام، خطباء، موذنین، دینی مدارس کے منتظمین اور اساتذہ کرام کا ایک کنونشن طلب کیا جائے، جس کے بعد دیگر احتجاجی لائحہ عمل طے کیا جائے۔ اجلاس میں درج ذیل علماء کرام نے شرکت کی: شیخ المشائخ مولانا خواجہ خواجگان خان محمد دامت برکاتہم امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب چیئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ پاکستان، مولانا فضل الرحمن امیر جمعیت علماء اسلام، مولانا محمد اعظم طارق صدر سپاہ صحابہ پاکستان، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رئیس جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، مولانا حسن جان شیخ الحدیث جامعہ امداد العلوم پشاور، مولانا عطاء المہیمن صدر مجلس احرار اسلام، مولانا عبدالمجید صاحب مہتمم جامعہ باب العلوم کہروڑپکا، مولانا محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدارس، مولانا محمد اسفندیار خان صاحب ناظم اعلیٰ سواد اعظم اہل سنت پاکستان، مولانا محمد اشرف علی مہتمم جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی، مولانا قاری سعید الرحمن مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی، قاضی نثار احمد خطیب جامع مسجد گلگت، مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، قاری شیر افضل خان جمعیت علماء اسلام، مولانا عبدالغفور ندیم سپاہ صحابہ، حافظ حسین احمد نائب صدر جمعیت علماء اسلام و مہتمم مدرسہ مطلع الاسلام کوئٹہ، سید کفیل شاہ بخاری مدیر ماہنامہ نقیب ختم نبوت، مولانا زرولی خان مہتمم جامعہ احسن العلوم، خواجہ محمد زاہد جمعیت علماء اسلام، مولانا نذیر احمد تونسوی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا عبدالکریم عابد جمعیت علماء اسلام، مولانا قاضی محمد نقاب کاکاخیل اشاعت التوحید پاکستان، قاری محمد عثمان جمعیت علماء اسلام، حافظ عبدالقیوم نعمانی، مہتمم مدرسہ مصباح العلوم محمدیہ کراچی، صاحبزادہ عزیز احمد، صاحبزادہ سعید احمد، صاحبزادہ نجیب احمد و دیگر علماء کرام نے جامعہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ خصوصاً مولانا حامد اللہ، قاری محمد اقبال صاحب کی گرانقدر میزبانی پر اظہار تشکر کیا۔

ذکرِ الٰہی کامیابی کی کلید

تحریر: شرافت حسین اثری

اللہ رب العالمین کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ :

مفہوم: "خبردار دلوں کو اطمینان تو اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے" (سورۃ الرعد ۲۸)

ہر ذی شعور انسان مذکورہ آیت پر یقین رکھتا ہے اور اسے تسلیم کرتا ہے۔

"شیطان جو کہ انسان کا کھلا دشمن ہے۔" (یٰسین)

اللہ کے بندوں کو اس کے ذکر سے غافل کرنے کی تگ ودو میں رہتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ انسان اپنے خالق کی حمد نہ کرے اپنے سب سے بڑے محسن کا شکر ادا نہ کرے وہ انسان کو ذکر کی حقیقت سے ہی نا آشنا رکھتا ہے آج معاشرے میں ہر طرف بے چینی، اضطرابی کی کیفیت ہے ہر شخص پریشان ہے فکر مند ہے ہر شخص دلی اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے مگر دل کو اطمینان نہیں حاصل ہوتا، ہم میں سے ہر شخص زبان سے یہ کہتا ہے کہ :

"مجھے جہاں کی ہر چیز سے زیادہ اللہ سے محبت ہے۔"

مگر عمل سے اس کا انکار کرتا ہے، اس کے دل میں جاہ و دولت اور حسن کی محبت ڈیرہ ڈالے ہوتی ہے، انسان جانتا ہے کہ غیبت، بغض، کینہ، حسد برے امراض ہیں مگر انسان اپنے قول و فعل کا تضاد کس لئے ہے؟ اصل میں انسان کا اللہ کے بارے میں عقیدہ کمزور ہوتا ہے۔ انسان اللہ کے اختیارات اور آخرت کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہو جاتا ہے اور خیر و شر میں صحیح تمیز نہیں کر پاتا۔ انسان وہ واحد مخلوق ہے جس میں دو چیزیں بیک وقت کام کر رہی ہوتی ہیں، ایک نیکی کی قوت دوسری بدی کی قوت، اب جس نے نیکی کو پروان چڑھایا اور بدی پر غلبہ حاصل کیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے بدی کو قوت کا غلبہ دیا وہ ناکام ہوا اپنے رب کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گیا۔ جیسے قرآن مجید کی سورۃ الشمس آیت ۷ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے :

"پس اس میں ڈالی برائی اور پرہیز گاری، تحقیق جس نے اس کو پاک کیا وہ فلاح کو پہنچا اور نامراد ہوا جس نے گاڑ دیا اس کو۔"

جب نیکی کی قوت کو غلبہ حاصل ہوتا ہے تو وہ انسانی ذہن کو اچھائی پر ابھارتا ہے گویا انسان فرشتہ صفت نظر آنے لگتا ہے اور جب نفس پر شیطان کا غلبہ ہوتا ہے تو انسان وہ کچھ کر گزرتا ہے جو اس کے لئے لائق و زیبا نہیں ہوتے، قرآن میں ارشاد ہے کہ :

"بے شک نفس برائی کا بہت حکم دینے والا ہے۔"

انسانی دشمن شیطان بہت تجربہ کار ہے اسے انسان کو بھٹکانے کا بڑا تجربہ حاصل ہے، شیطان کسی عالم میں علم سے نفرت نہیں پیدا کرتا بلکہ اسے اپنے علم پر فخر و تکبر میں مبتلا کرتا ہے، کسی سخی سے بخل و کنجوسی نہیں کرواتا بلکہ اصراف پر اکساتا ہے، کسی ادیب و شاعر سے قتل و غارتگری نہیں کرواتا بلکہ اسے حسن پرستی اور مے نوشی میں مبتلا کر دیتا ہے، شیطان کچھ اس طرح بھی ذکر سے غافل کرتا ہے کہا جاتا ہے کہ :

ختم نبوة

"ایک بستی میں ایک اللہ والے رہا کرتے تھے دن رات اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے خوف خدا سے ان کی آنکھیں اشک بار رہتیں شیطان نے انہیں بھٹکانا چاہا تو اس نے اپنے چیلوں کو ان کی طرف روانہ کیا، چیلوں نے انہیں چوری، زنا، بہتان تراشی، شراب نوشی، غیبت، جھوٹ میں مبتلا کرنا چاہا مگر سخت ناکامی ہوئی، اب شیطان نے انہیں بھٹکانے کا بیڑا اٹھایا اور اس حجرہ میں جہاں اللہ کا بندہ عبادت کیا کرتا تھا ایک بزرگ کا روپ دھار کر جس کے ماتھے پر سجدوں کا نمایاں نشان ہاتھوں میں تسبیح گلے میں مالائیں زار و قطار روتا ہوا داخل ہوا اور ظاہری عبادات میں مشغول ہو گیا، بزرگ اس کا یہ ظاہری رونا دھونا اور تسبیحات دیکھ کر متاثر ہو گئے وہ سوچنے لگے میں بھی اتنے سالوں سے اللہ کی حمد و ثنا بیان کر رہا ہوں مگر مجھ میں وہ رقت طاری نہیں ہوئی آواز میں وہ سرور نہیں ہوتا ضرور یہ کوئی اللہ کا بڑا ولی ہے، وہ بزرگ شیطان کے قریب آکر اس کی کیفیت کا سبب پوچھتے ہیں تو شیطان کہتا ہے کہ بڑے میاں مجھ پر یہ رقت اس لئے ہوتی ہے میں اللہ سے اتنی مناجات اس لئے کرتا ہوں کہ مجھے اپنے گناہ یاد آجاتے ہیں لگتا ہے آپ سے کوئی گناہ نہیں ہوا اس لئے آپ کی دعاؤں اور مناجات کی وہ کیفیت نہیں جو میری ہے، اگر آپ چاہتے ہیں میری طرح اللہ کا ذکر کریں تو پہلے کچھ گناہ کر لیں پھر جب آپ عبادت کریں گے اور وہ گناہ یاد آجائیں گے پھر آپ کی یہی کیفیت ہو جائے گی جو میری ہے، بزرگ، شیطان کی اس دلیل سے متاثر ہو کر بازار حسن کا رخ کرتے ہیں کچھ شراب نوشی کرتے ہیں برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں، دوسرے دن ان کا انتقال ہو جاتا ہے، شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے دیکھو اس طرح اعمال اکارت کئے جاتے ہیں۔"

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت

کی ہے کہ :"فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان آدمی کے دل پر جم کے بیٹھتا ہے جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جونہی وہ غافل ہوتا ہے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔"

جو لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہوتے ہیں شیطان ان کے دلوں کو اپنا آشیانہ بنالیتا ہے۔ اللہ رب العالمین قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں :"جو شخص اس رحم کرنے والے آقا کے ذکر سے غافل ہوتا ہے ہم اس پر شیاطین مقرر کر دیتے ہیں اور وہ شیطان ہر وقت اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ :"شیطان ان پر مسلط ہوا تو انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا یہی لوگ شیطان کی ٹولی ہیں دیکھو شیطان کی ٹولی ہی گھاٹے میں رہنے والا ہے۔"

قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نفس پر قابو کر کے انسان کو اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے کیونکہ اسی میں شیطان کی جیت ہے اور شیطان نے بھی انسان کو اللہ سے غافل کرنے کی قسم کھائی ہے اسی لئے وہ اپنے مشن پر ہر لحہ سرگرم رہتا ہے۔ شیطان انسان کو بھکانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ قرآن کریم نے شیطان کا علاج بھی یہی بتایا کہ ہروقت ذکر الٰہی کیا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے کہ :

"یذکر اللہ علی کل احیانہ"

یعنی وہ ہر آن اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

"ہر شے کو چمکانے کے لئے پالش ہوتی ہے، تم اپنے دلوں کو چمکانا چاہو تو اللہ کے ذکر سے چمکاؤ۔"

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"پس جب تم نماز سے فارغ ہو تو اللہ کا ذکر کرو اٹھتے بیٹھتے اور کروٹوں کے بل۔"

اللہ والوں کی شان بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد ہے :

"الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبھم"

ترجمہ :"وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے یا بیٹھے ہوں یا لیٹے ہوں۔"

ذکر اللہ کی اہمیت بتلاتے ہوئے قرآن مجید میں سورۃ انفال میں فرمایا :

"اے ایمان والو! جب تمہاری کسی گروہ سے ٹکر ہو جائے تو جم کر لڑو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تمہیں کامرانی حاصل ہو۔"

جب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تو تاکید کی گئی کہ :"میری یاد میں سستی نہ کرنا۔"

ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں کہ اسلام کے تو بہت زیادہ احکامات ہیں مجھے کوئی ایسا عمل بتادیں جسے میں اپنا دستور العمل ٹھہرالوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :"تیری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہے۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ذکر کیوں کیا جائے؟ کیا ذکر الٰہی کا مقصد صرف شیطان سے دوری ہے یا دنیاوی فوائد، کوئی ملازمت کے لئے چلہ کاٹ رہا ہے، کوئی شادی کے لئے وظیفے پڑھ رہا ہے، کوئی بیماری سے صحت یابی کے لئے تسبیاں رول رہا ہے، کوئی آسیب واثر کو بھگانے کے لئے دم ودرود کر رہا ہے، جبکہ حقیقی ذکر تو صرف اللہ کی رضا کے لئے ہوتا ہے یہ ذکر بھی شکر کی صورت کبھی صبر کی صورت اور کبھی استغفار کی صورت میں ہوتا ہے، اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ :"تم اللہ کا ہر آن شکر کیا کرو" یہ آتی جاتی سانسیں یہ دل کی دھڑکنیں، یہ کام کرتی زبان، نظارہ کرتی آنکھیں، یا بولتی زبان یہ سنتے کان، عمل کرتے ہاتھ پیر یہ پورے جسم کی بناوٹ تقاضہ کرتی ہے کہ اپنے مالک وخالق کا شکر ادا کیا جائے۔

سورۃ المومن میں ارشاد ربانی ہے :

"پس صبر کرو اللہ کا وعدہ سچا ہے اور بخشش مانگو اپنے گناہوں کی اور پاکی بیان کرو اپنے رب کی تعریف کے ساتھ صبح وشام۔"

ذکر اللہ کرنے والوں کی شان میں فرمایا گیا ہے کہ :

ترجمہ :"ان لوگوں کو خود سے پرے نہ ہٹایئے جن کی صبح وشام اپنے رب کی یاد میں بسر ہوتی ہیں اور وہ یاد اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے دیدار کے طالب ہیں۔"

پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

"لوگو! اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہا کرو، بلاشبہ میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔"

تفاسیر میں آتا ہے کہ :

"ایک شخص حسن بصریؒ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ میرے گھر اولاد نہیں ہوتی۔ آپ کوئی ایسا وظیفہ بتایئے جس کے پڑھنے سے اللہ مجھے اولاد عطا کردے۔ حسن بصریؒ نے فرمایا: تم استغفار کیا کرو، تھوڑی دیر بعد ایک اور شخص آیا عرض کیا کہ میں نے کاروبار میں ہاتھ ڈالا ہے کوئی ایسا وظیفہ بتادیجئے کہ جس کے پڑھنے سے میرا کاروبار ترقی کرے؟ آپؒ نے فرمایا تم استغفار کیا کرو۔ اسی محفل میں ایک اور شخص آیا عرض کیا کہ میں کسان ہوں زمین میں بیج بویا ہے اگر بارش نہ ہوئی تو فصل نہیں ہوگی کوئی ایسا وظیفہ بتادیجئے جس کے پڑھنے سے اللہ بارش برسائے اور فصل تیار ہوسکے۔ آپؒ نے فرمایا تم استغفار کیا کرو، محفل میں سے ربیع ابن صبیحؒ نے کہا

کہ مختلف لوگ مختلف مسائل لے کر آئے مگر آپ نے سب کو ایک ہی جواب دیا؟ حسن بصریؒ نے کہا کیا تم نے قرآن کی یہ آیات نہیں پڑھیں:

"گناہ بخشواؤ اپنے رب سے، بیشک وہ بخشنے والا ہے اور برسائے تم پر آسمان سے بارشیں اور مدد کرے تمہاری مال سے اور بیٹوں سے اور بنائے تمہارے لئے جنت میں باغ اور نہریں۔" (سورہ نوح)

کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لوگو! دنیا کی آزمائش و آفات میں صبر کیا کرو اور اللہ سے مدد مانگا کرو، اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

یہ صبر و شکر و استغفار ذکر ہی کی تو صورتیں ہیں۔

اب دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ذکر کیسے کیا جائے؟ چلے کاٹے جائیں، اللہ، اللہ کے ورد کئے جائیں، حلقہ بنا کر ہا ہو کی جائے؟ یہ سوال بھی بارگاہ رسالت میں لئے چلتے ہیں۔ دانائے سبل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں ہے۔ ہم اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں تو ہر کام میں ذکر کا مظہر آتا ہے اور یہی وہ ذکر ہے جس کا علم دیا گیا ہے جو حقیقی ذکر کہلانے کا حق رکھتا ہے اور یہی وہ ذکر ہے جو مقبول و منظور ہوگا، کیونکہ اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر ملتے ہیں وہ کیا ہے بلندی پر چڑھتے ہیں تو اللہ کی کبریائی اللہ اکبر، اللہ اکبر کے ساتھ نشیب میں جاتے ہیں تو اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے ہوئے سبحان اللہ، سبحان اللہ اللہ پاک ہے ہر گراوٹ سے ہر پستی سے، آئینہ دیکھتے ہیں تو اللہ کی تعریف کرتے ہیں، کسی معذور اور مجرم کو دیکھتے ہیں تو اللہ سے عافیت طلب کرتے ہیں، سوتے ہیں اللہ کے نام کے ساتھ جاگتے ہیں تو اللہ کے نام کے ساتھ، سوار ہوتے ہیں تو اللہ کی تعریف کے ساتھ گھر سے نکلتے ہیں تو اللہ کی پناہ کے ساتھ، گھر میں داخل ہوتے ہیں تو اللہ سے بہتری مانگتے ہوئے، کھاتے ہیں تو اللہ کے نام سے برکت کا سوال کرتے ہوئے کھائے، کھانے سے فراغت کے بعد اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے رہتے ہیں، خطاؤں پر ندامت کرتے ہوئے اللہ کے دربار معافی کے سوالی بن جاتے ہیں، اللہ کی رحمت اور فضل کے سوالی رہتے ہیں، قحط آجائے تو اللہ سے پناہ مانگتے ہیں، نمازوں کی پابندی کرتے ہیں، وعدوں کو ایفا کرتے ہیں، گویا کہ سراپا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ یہ ذکر ہیں جو سیرت کی کتب سے اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں جن میں کوئی اختلاف نہیں ہے ان ہی اذکار سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے، زبان سے خلوص و محبت پیدا ہو سکتی ہے، معاشرے سے بے چینی اور اضطراب کا خاتمہ ہو سکتا ہے، کل کے معماروں کو ہم پاکیزہ اور سکون کا ماحول دے سکتے ہیں، جو نونہال آج انگریزی کی پوئمز یاد کر سکتے ہیں انہیں یہ ذکر بھی یاد کرائے جا سکتے ہیں کہ سیڑھیوں پر چڑھیں تو اللہ اکبر، اللہ اکبر کہیں اور جب نیچے اتریں تو سبحان اللہ، سبحان اللہ کہیں، گاڑی پر سوار ہوں تو یہ دعا پڑھیں، گھر جائیں تو یہ دعا پڑھیں۔ اس طرح ہم ایک بااخلاق اور باعمل قوم تشکیل دے سکتے ہیں۔ ایک مسلمان اور مومن کو سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے ہوئے اذکار کا علم ہو تو کسی مصنوعی اور غیر مقبول اذکار کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہمیں چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے وظائف و اذکار سے اپنی زبانوں کو تروتازہ رکھیں تاکہ ہمیں قلبی سکون حاصل ہو اور اللہ کی رحمتیں ہمیں ڈھانپ لیں جس کا وعدہ کیا گیا ہے، اللہ ہمیں حقیقی ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قبول و منظور فرمائے۔ (آمین)

"ہماری نماز" (اردو انگلش)

حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "ہماری نماز" کے عنوان سے نماز اور اس سے متعلقہ مسائل اور ایمانیات وغیرہ ضروری معلومات پر مشتمل ایک جامع مجموعہ مرتب فرمایا تھا جسے تبیین ٹرسٹ پوسٹ بکس ۴۰۷ اسلام آباد ۴۴۰۰۰ نے اردو اور انگلش میں الگ الگ کتابچوں کی صورت میں شائع کیا ہے۔ دونوں کی کتابت و طباعت عمدہ ہے اور انگلش ایڈیشن بطور خاص آرٹ پیپر پر شائع کیا گیا ہے اور مغربی ممالک میں مقیم مسلمان بچوں اور بچیوں کے لئے بہت کارآمد چیز ہے۔

جن حضرات کے رشتہ دار اور عزیز مغربی ممالک میں رہتے ہیں ہم ان سے خصوصی طور پر گزارش کریں گے کہ وہ نماز، ضروری دعاؤں اور ایمانیات کے عربی متن اور ان کے انگلش ترجمہ پر مشتمل یہ کتابچہ اپنے ان عزیزوں کو بھجوانے کا اہتمام کریں تاکہ ان کے بچے نماز جیسے اہم فریضہ کی تعلیم آسانی کے ساتھ حاصل کر سکیں۔

حبِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایمانِ کامل کی لازمی شرط

مولانا ڈاکٹر شمس تبریز خان

محبت واحسان شناسی اور قدر واعتراف کا اظہار، محسن کی اطاعت واتباع سے ہوتا ہے کہ مشکور و ممنون انسان احسان کرنے والے کو ہر طرح خوش رکھنا چاہتا ہے اور اس کی ناراضگی سے پرہیز کرتا ہے اور اس طرح اطاعت واتباع ہی کسی سے محبت و عقیدت کا معیار و پیمانہ ہوتی ہے کہ جس قدر محبت ہوگی اسی قدر انقیاد و اطاعت ہوگی .... (مدیر)

"عن انس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یؤمن احدکم حتی آکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین۔"

(متفق علیہ)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اس کے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و عزیز نہ بن جاؤں۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اور انسانوں کے محسنِ اعظم ہیں، اور انسانوں کی نجات ان پر ایمان اور ان کی اطاعت پر موقوف ہے، ان کے ذریعہ خدا کا آخری پیغام بھیجا گیا، جس میں دین و دنیا دونوں کی صلاح و فلاح مضمر ہے، اور انہوں نے انسانوں کے لئے جو سادہ اور کار آمد ہدایات دی ہیں وہ نوعِ انسانی کے حق میں سب سے بہتر اور مثالی ہدایت ہیں، اور ماضی کے چودہ سو سال اس نظامِ زندگی کی کامیابی کے گواہ ہیں، اس طرح جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے سب سے بڑے محسن قرار پائے ہیں اور محسن سے محبت و عقیدت کے فطری اصول کے مطابق محسن کی قدر اور اس کا اعتراف کیا جاتا ہے، اور اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے، اور دل میں اس کی عظمت و محبت پیدا ہوتی ہے، اس اصول پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے محسنِ اعظم ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کے بعد آپ سے محبت ایک لازمی اور فطری امر ہے جس کا اس حدیث شریف میں مطالبہ کیا گیا ہے۔

اور اس محبت و احسان شناسی اور قدر و اعتراف کا اظہار، محسن کی اطاعت واتباع سے ہوتا ہے کہ مشکور و ممنون انسان احسان کرنے والے کو ہر طرح خوش رکھنا چاہتا ہے اور اس کی ناراضگی سے پرہیز کرتا ہے، اور حتی الامکان اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی کوشش کرتا ہے، اس طرح اطاعت واتباع ہی کسی سے محبت و عقیدت کا معیار و پیمانہ ہوتی ہے کہ جس قدر محبت ہوگی اسی قدر انقیاد و اطاعت ہوگی۔

اس کے برخلاف اگر کسی کی زبان پر دعوائے محبت ہے مگر عملی طور پر محبوب کی اطاعت اور اس کے حکم کی بجا آوری اور اس کے قول کی پاسداری اور اس کی مرضی اور ناراضگی کی پرواہ نہیں تو پھر وہ دعوائے محبت جھوٹا یا اس میں ریا و مبالغہ ہے۔

تعصی الاله وانت تظهر حبه
ان هذا لفی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقاً لاطعته
ان المحب لمن یحب مطیع

ترجمہ: "تو اللہ کی نافرمانی بھی کرتا ہے اور اس کی محبت کا اظہار بھی کرتا ہے یہ تو عجیب طرز عمل ہے، اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت بھی کرتا، کیونکہ محبت کرنے والا تو محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔"

حدیث کا مفہوم منطقی و عقلی اور فطری تقاضوں کے عین مطابق ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور خلوص و صدقِ دلی کا امتحان انسان کی زندگی کے ہر لمحے اور ہر قدم پر ہوتا ہے، جب نفس و طبیعت کے تقاضوں کے برخلاف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے ہوں، اور ان کے بالمقابل اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور ان کی اطاعت و پیروی اور اتباع و فرمانبرداری کے مطالبے اور تقاضے ہوں، اس وقت دونوں محبتوں میں ترجیح سے ایمان و کفر اور اخلاص و نفاق کا فیصلہ ہوگا، اور کسی مومن کے ایمان کامل یا ناقص کا اندازہ ہوگا، اسی لئے ایک دوسری حدیث میں بھی ایمان کامل کی شرط اتباع کامل بتائی گئی ہے (حتی یکون هواه تبعا لما جئت به) یہ حدیث ایمان کامل کا وہ مستقل و مقررہ پیمانہ ہے جس کے ذریعے ہر صاحب ایمان

ختم نبوۃ

اپنی قلبی و ذہنی اور ایمانی کیفیات کا اندازہ کر سکتا ہے، ایک دوسری حدیث بھی اس حدیث کی تائید مزید کر رہی ہے جس میں رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کا معی فی الجنۃ (جو میری سنت سے محبت رکھتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے، اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا)

اس حدیث میں سنت سے محبت اور اس کے اہتمام والتزام اور اس کی اتباع و پیروی اور اس کی پسندیدگی کو ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی گئی۔ آیت کریمہ: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، پھر اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا) سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ محبت الٰہی کا معیار بھی اتباع واطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی بدولت انسان محب سے بڑھ کر اللہ کا محبوب و پسندیدہ بندہ بن جاتا ہے۔

شیخ محمد طاہر فتنی گجراتی رحمہ اللہ (م ۹۸۶ھ) نے اس حدیث کی شرح میں جا طور پر لکھا ہے کہ:

"ومن افضل محبۃ اللہ ورسولہ امتثال اوامرھما واجتناب نواھیھما والتادب باداب الشریعۃ"

(مجمع بحار الانوار ۵/ ۲۶۸ حیدر آباد (دکن) ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۶ء)

ترجمہ: "اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے اعلیٰ محبت کا اظہار ان کی بات ماننے اور ان کے روکنے پر رک جانے اور آداب و احکام شریعت بجالانے کی شکل میں ہوتا ہے۔"

علماء محدثین نے یہاں محبت سے مراد عقلی وشعوری محبت لی ہے کہ طبعی و فطری محبت تو اپنے والدین اور اولاد سے ہوتی ہے، لیکن اس سے بڑھ کر شعوری و اختیاری طور پر ابتلا و آزمائش کے موقعوں پر اللہ اور رسول کی اطاعت اور دوسروں کی مخالفت کرنا ایمان کامل کا تقاضا ہے، چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"کمال الایمان ان یغلب العقل علی الطبع بحیث یکون مقتضی العقل امثل بین عینیہ من مقتضی الطبع بادی الامر۔" (حجۃ اللہ البالغۃ ۱/۱۶۴، دہلی ۱۳۷۳ھ)

ترجمہ: "کمال ایمان یہ ہے کہ عقل طبیعت پر غالب ہو جائے اس طرح کہ اول وہلے میں طبعی تقاضے پر عقلی تقاضا سامنے رہے۔"

سلسلہ ولی اللٰہی کے ایک ممتاز عالم و محدث نواب قطب الدین خاں دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اس فرق کی یہ وضاحت کی ہے:

"محبت دو قسم کی ہے ایک محبت طبعی کہ آدمی کو اولاد وغیرہ کی محبت ہوتی ہے، اس میں مجبور ہے، اور وہ یہاں مراد نہیں، دوسری محبت عقلی ہے وہی یہاں مراد ہے کہ ایک بات کو اگرچہ دل نہ چاہے، لیکن مقتضائے عقل اپنے کو مائل اس کی طرف کرتا ہے، جیسی کہ محبت بیمار کے ساتھ دوا کی کہ قصداً اپنے کو اس کی طرف مائل کرتا ہے اور کھاتا ہے مقتضائے عقل کے۔"

(مظاہر حق ۱/ ۲۸ طبع قدیم نولکشوری)

اس حدیث کی شرحوں میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خدشے کا اظہار کیا کہ اپنی جان زیادہ عزیز معلوم ہوتی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر اور زور دے کر فرمایا کہ میری محبت جان سے بھی زیادہ عزیز اور قابل ترجیح ہونی چاہئے تبھی ایمان کامل نصیب ہو سکتا ہے، برکت صحبت و توجہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قلبی کیفیت بدل گئی، اور انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب ایسا ہی محسوس کر رہا ہوں، تو اس پر محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الآن یا عمر! (ہاں اے عمر اب تمہیں ایمان کامل نصیب ہو گیا)

حب نبوی وہ کیمیائے سعادت ہے، جو اگر موجود ہو اور عمل میں کوتاہی بھی ہو تو وہ کام آجاتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ لوگ ایک شخص کو اخلاقی خرابیوں پر برا کہہ رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع کیا اور فرمایا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔

یہ مبارک محبت ہی ہے جس سے ایمانی کیفیات میں بھی اضافہ ہوتا ہے، اور اعمال صالحہ کا باعث و محرک بھی بنتا ہے، اور اس سے اتباع سنت کا ذوق و شوق اور دین کے لئے فداکاری و جاں سپاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اور تعلق باللہ کے بعد محبت نبوی ہی وہ تریاق و اکسیر اور کبریت احمر ہے جس کی بدولت ہر زمانے میں اولیاء امت اور صلحاء ملت نے ولایت و روحانیت اور مقبولیت و محبوبیت کے اعلیٰ ترین مدارج و مراتب حاصل کئے ہیں، خدا خوش رکھے مولانا ظفر علی خان مرحوم کو کیا اچھا کہا ہے:

نماز اچھی، زکوٰۃ اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

☆☆..................☆☆

ختم نبوۃ

محمد طاہر رزاق، لاہور

"ہاں! ہم ہی مجرم ہیں!"

میں نے ایک قادیانی کو دیکھا وہ اپنے پندرہ بیس مسلمان دوستوں میں ہنستا کھیلتا، چہکتا، پھرتا...... ان کے ساتھ کھاتا، پیتا...... ان کے گھروں میں جا کر دعوتیں اڑاتا اور اپنے گھر میں ان کی ضیافتیں کرتا...... مسلمانوں کے سارے تہواروں میں انھیں تحائف دینے میں پیش پیش ہوتا...... غرضیکہ مسلمان اور کافر میں کوئی پرہیز اور فرق نہیں تھا......

ایک دن ایک اللہ کا بندہ ان مسلمان نوجوانوں کے پاس آیا...... اس نے انھیں قادیانیوں کے عقائد سے آشنا کیا...... قادیانیت کے دجل و فریب سے روشناس کرایا...... اسلام اور پاکستان کے بارے میں ان کی خطرناک سرگرمیوں سے آگاہ کیا...... اس اللہ کے بندے نے ان نوجوانوں کو بتایا کہ قادیانیوں سے میل، ملاقات، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، لین، دین، کاروبار و تجارت اور سلام دعا بالکل حرام ہے۔ جو قادیانی کو دوست رکھتا ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو جاتے ہیں اور جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو جائیں اس سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتے ہیں...... اور جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ ناراض ہو جائے...... بتایئے اس کا دنیا و آخرت میں کیا ٹھکانہ؟......

نوجوانوں نے جب یہ باتیں سنیں تو وہ لرز لرز گئے...... اور اپنے سابقہ افعال پر سخت نادم ہوئے......

تمام دوستوں نے فوری طور پر قادیانی سے ہر قسم کا تعلق ختم کر دیا اور اس کا مکمل سوشل بائیکاٹ شروع ہو گیا...... انتہائی جاندار سوشل بائیکاٹ سے قادیانی تلملا اٹھا...... اس نے کئی دفعہ اپنے سابقہ دوستوں سے ملاقات کی کوشش کی لیکن اسے ہر طرف سے ٹکا سا جواب ملتا...... اس بات کو کئی مہینے گزر گئے...... قادیانی اداس اداس اور پریشان رہنے لگا، اسے تنہائی کاٹتی، دوستوں کی حسین محفلیں ستاتیں۔

ایک دن وہ خوشی سے جھومتا ہوا اپنے دوستوں کے پاس آیا، جو ایک دوست کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ سب نے اسے دیکھتے ہی اس سے منہ پھیر لیا...... اس نے ہنس کر کہا کہ آج میں تمھیں ایک خوشخبری سنانے آیا ہوں جسے سن کر تمہارے چہرے گلاب ہو جائیں گے...... سب حیرت ناک نظروں سے اسے دیکھنے لگے وہ یکلخت بولا کہ تم سب کو مبارک ہو کہ میں نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کر لیا ہے...... سارے دوست خوشی سے اچھل پڑے۔

پھر اس نو مسلم نے سب دوستوں کو مخاطب کر کے کہا:

"جب تم نے میرا سوشل بائیکاٹ کیا تو چند دن کے بعد مجھے احساس ہوا کہ مجھے سوچنا چاہئے کہ مجھ سے کونسا جرم سرزد ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میرے یہ سارے جگری یار مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں...... میں سوچتا کہ میرے وہ یار جو مجھے بھائیوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے...... اگر میں کسی دن ان سے ملنے نہ جاتا تو وہ شام کو میری خیریت دریافت کرنے کے لئے میرے گھر پہنچ جاتے...... میں ہر وقت اپنے جرم کے بارے میں سوچتا رہتا۔ ایک دن قدرت نے میری مدد فرمائی کہ میں نے اپنے ایک ہم مذہب سے قادیانی مذہب کے بارے میں کتب حاصل کیں...... دس دن متواتر ان کتابوں کو بغور پڑھا...... قادیانیت کا کفر و ارتداد میری نظروں سے گزرتا رہا...... مجھ پر حقیقت واضح ہو گئی...... میں نے قادیانیت کے بت کو پاش پاش کر دیا اور اسلام قبول کر لیا۔ الحمد للہ! اب میں آپ کی طرح ایک پکا مسلمان ہوں۔"

وہ کہنے لگا:

"آپ کے مسلمان ہی قادیانیت کو پال رہے ہیں، جو قادیانیوں کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں...... آپ نے جب میرا سوشل بائیکاٹ کیا تو مجھے اپنے جرم کا احساس ہوا، اور جرم کا یہی احساس مجھے کھینچ کر گلشن اسلام میں لے آیا۔ اگر آپ کا بچہ رات کو گیارہ بارہ بجے آوارہ گردی کرتا گھر آئے اور آپ اسے کچھ نہ کہیں تو وہ اگلے دن اس سے بھی لیٹ آئے گا...... اگر آپ کا بچہ ایک دن اسکول نہ جائے اور آپ اس سے باز پرس نہ کریں تو وہ پورا ہفتہ اسکول نہیں جائے گا...... اگر آپ کا بچہ سگریٹ نوشی کرے اور آپ اسے نہ ڈانٹیں تو وہ پکا سگریٹ نوش بن جائے گا...... اور اس کے برعکس اگر آپ اسے مندرجہ بالا ہر برائی پر ڈانٹیں اور اس کا سخت ایکشن لیں تو آپ کا بچہ دوبارہ رات کو کبھی لیٹ گھر نہیں آئے گا...... کبھی بلاوجہ اسکول سے چھٹی نہیں کرے گا...... کبھی دوبارہ سگریٹ نوشی نہیں کرے گا...... کیونکہ آپ کی سختی، آپ کے غصہ اور آپ کی ڈانٹ ڈپٹ نے اسے جرم کا احساس دلایا ہے...... اسے اس کی غلطی سے آگاہ کیا ہے...... اسے اس کے گناہ سے آشنا کیا ہے...... اگر آپ چار سال پہلے میرا سوشل بائیکاٹ کر دیتے تو میں

ختم نبوۃ

چار سال پہلے مسلمان ہو جاتا اور اگر ساری زندگی نہ کرتے تو میں ساری زندگی آپ کے درمیان ایک قادیانی ہونے کی حیثیت سے گزار دیتا اور مر کر جہنم واصل ہو جاتا۔"

اس نے زور دیتے ہوئے کہا:

"میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ قادیانیوں کو ان کے جرم کا احساس دلانے کے لئے ان کا بھرپور سوشل بائیکاٹ کرنا چاہئے تاکہ ان کی عقل درست ہو...... انہیں اپنے جرم کا احساس ہو...... انہیں اپنے رویے پر ایک دھچکا لگے۔"

اس نے دوٹوک الفاظ میں کہا:

"جو مسلمان قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ نہیں کرتے، وہ قادیانیت کی پرورش کرتے ہیں اور قادیانیوں کو قادیانیت پر پکا کرنے پر ان کے معاون و مددگار ہیں اور ایسے مسلمان، اسلام اور ملت اسلامیہ کے بہت بڑے دشمن ہیں۔"

وہ کہہ رہا تھا:

"محلے میں اگر کوئی شخص اغوا ہو جائے تو پورے محلے میں کہرام مچ جاتا ہے۔ سارا محلہ مغوی کے گھر پہنچ جاتا ہے۔ مغوی کے گھر والوں سے ہر قسم کا تعاون کرتا ہے...... تھانے پہنچتا ہے...... احتجاجی مظاہرے کرتا ہے لیکن اگر کوئی شخص قادیانی ہو جائے تو کوئی نہیں بولتا...... کوئی احتجاج نہیں کرتا...... حالانکہ جب کوئی شخص اغوا ہوتا ہے تو اس کا جسم اغوا ہوتا ہے...... اس کا ایمان اغوا نہیں ہوتا...... جبکہ ایمان، جسم اور زندگی سے بہت قیمتی ہے...... جسم کے اغوا پر احتجاج...... اور ایمان کے اغوا اور قتل پر خاموشی! اہل ایمان! یہ کہاں کی فلاسفی ہے......؟"

وہ کہہ رہا تھا:

"محلے کے کسی مکان کو آگ لگ جائے تو پورے محلے میں چیخ پکار شروع ہو جاتی ہے۔ پورا محلہ آتشزدہ مکان پر پانی کی بالٹیاں لئے امڈ پڑتا ہے۔ فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کو لایا جارہا ہے...... فائر بریگیڈ گاڑیوں کے ہوٹر بج رہے ہیں...... پولیس آئی ہے...... سب آگ پر پل پڑے ہیں...... سکون اس وقت ہوا ہے جب آگ بجھ گئی ہے...... لیکن اگر اسی محلے میں کوئی گھر قادیانی ہو گیا ہے...... تو کوئی واویلا نہیں کرتا...... کوئی چیخیں نہیں مارتا...... حالانکہ اس گھر میں ایسی آگ لگی ہے جس نے گھر کے افراد کے ایمان جلا دیئے ہیں...... اس آگ نے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو بھسم کر کے انہیں قادیانی بنا دیا ہے...... محلے میں ایک گھر امت مسلمہ سے نکل کر کفر کے گھاٹ اتر گیا ہے، ملت اسلامیہ کی نفری میں ایک گھر کی کمی ہو گئی ہے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ایک ایک کافر کے ایمان کی فکر رہتی تھی اور ہمیں مسلمان کے ایمان کی فکر نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

"میری امت کی مثال دیوار کی اینٹوں کی طرح ہے، جس طرح ایک اینٹ دوسری اینٹ کا سہارا ہوتی ہے اسی طرح ایک امتی دوسرے امتی کا سہارا ہوتا ہے۔" مسلمان ایک دوسرے کے ایمان کا پہریدار ہے، کیا ہم یہ پہرہ دے رہے ہیں؟ کیا ہم یہ نگہداری کر رہے ہیں؟ قیامت کے روز ہم اللہ اور اس کے رسول کو کیا جواب دیں گے۔

وہ بے تکان بول رہا تھا...... اس کے جملوں میں تیر کی چبھن اور تلوار کی کاٹ تھی...... وہ حاضرین پر الفاظ کے کوڑے برسا رہا تھا...... انہیں جھنجھوڑ رہا تھا...... انہیں روند رہا تھا...... انہیں کھینچ رہا تھا...... سب دوست ندامت سے سر جھکائے بے حرکت بیٹھے تھے...... زبانیں گنگ تھیں...... گویا انسان نہیں پتھر کے بت پڑے ہیں...... اور ہر بت خاموشی کی زبان میں کہہ رہا تھا:

"ہم ہی مجرم ہیں!۔"

☆☆..................☆☆

بقیہ خاموش جلسے

آخر کیوں نہ کر سکے؟

حقیقت تو یہ ہے کہ موت بھی اللہ کا انعام ہے پھر شہادت تو خوش نصیب لوگوں کو میسر آتی ہے لیکن یہ امر بھی قابل غور اور فکر انگیز ہے کہ کوئی شرپسند اور دین دشمن قوت دن دہاڑے...... ہم سے ہماری روشنی چھین لے اور ہم خاموش تماشائی بنے رہیں؟ انتہائی توجہ طلب امر ہے......

ہمارے علما کرام کا فرض ہے کہ شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے "نصب العین" کو زندہ رکھیں اور امت مسلمہ کے شیرازہ کو یکجا کریں اور آپس کی غلط فہمیوں کو درست کریں اور تمام بکھری کرنوں کو ایک ہی پلیٹ فارم پر لائیں پھر وہی کرنیں متحد ہو کر چراغ نہیں بلکہ سورج بن کر ابھرے اور پوری کائنات کو دین کی روشنی سے منور کر دے۔ (آمین)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر این۔۹۱۔ صرافہ بازار
میٹھادر کراچی فون: ۷۳۷۵۵۳۷

ختم نبوۃ

چیف ایگزیکٹو، اسلامی جمہوریہ پاکستان

جنرل پرویز مشرف کے نام کھلا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کو ان بھاری ذمہ داریوں کو بطریق احسن انجام دینے کی اور زیادہ ہمت اور صلاحیت عطا فرمائے جو حیثیت سپہ سالار اور مقتدر اعلیٰ آپ کے کندھوں پر پڑی ہیں۔ (آمین)

آپ اور ملک و قوم کی بہتری کے لئے دست بستہ چند معروضات پیش خدمت ہیں جو نہایت قابل غور، قابل عمل اور دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہیں۔ وہ یہ ہیں :

۱..... مملکت خداداد پاکستان میں بلاتامل خدائے ذوالجلال والاکرام کا قانون نافذ کردیجئے کہ یہ ملک اسی کے نام پر اور اسی کے نفاذ کے لئے قائم کیا گیا تھا، حکمران اور قوم اس کے نفاذ کے سلسلے میں جوابدہ ہوں گے۔

۲..... انگریزوں کے قوانین ختم کردیئے جائیں جو انہوں نے اپنے دور حکمرانی میں یہاں نافذ کئے تھے، ان کے چلے جانے کے بعد اب ان قوانین کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا، یہ قوانین مسلمانوں کے دین و اخلاق کے سراسر منافی ہیں، ان قوانین نے ہماری سلطنت اور قوم کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیا ہے، ان کی موجودگی میں اسلام کیسے پروان چڑھ سکتا ہے؟

اگر قیام پاکستان کے فوراً بعد یہ کام انجام پاجاتا تو آج پاکستان کا یوں برا حال نہ ہوتا، اب اگر آپ کے ہاتھوں نظام اسلام کے نفاذ کا کام انجام پاجائے تو یقین جانیئے اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی اور اللہ کے فضل سے ملک بھر کے تمام گوناں گوں مسائل حل ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہوجائے گا اور دنیا اور آخرت میں آپ کامیاب اور سربلند ہوں گے، لوگوں کی اصلاح اور اسلام کی ترقی و اشاعت کا ثواب بھی آپ کو نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندوں سے وعدہ ہے کہ :

ترجمہ : "اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط کردے گا۔" (سورۂ محمد)

اللہ کی مدد سے مراد اس کے دین کی مدد ہے یعنی اس کی زمین پر اور اس کے بندوں پر اسی کا بنایا ہوا قانون نافذ کرنا۔ اسلامی نظام نافذ کرنے کی ذمہ داری حکمرانوں کی ہے جس سے وہ کبھی بھی پہلو تہی نہیں کرسکتے۔ اللہ کے ہاں قیامت میں وہ جو بھی عذر پیش کریں گے وہ قبول نہ ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ترجمہ : "یہ مسلمان وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں زمین میں اقتدار دیا جائے گا تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے لئے ہے۔" (سورۃ الحج : ۴۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور اس سے اس کی نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔"

اسلامی نظام یا اللہ کا قانون ہمارے پاس قرآن و حدیث (یا سنت) کی صورت میں موجود ہے۔ قرآن قیامت تک کے لئے اللہ کی حفاظت میں ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے :

مفہوم : "ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔" (سورۃ الحجر : ۹)

قرآن نے ان افراد اور اقوام کو کامیابی کی ضمانت دی ہے جو سچے دل سے اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں بلکہ ان کے لئے یہ کتاب شرف و امتیاز کا وعدہ کرتی ہیں۔ اس حقیقت کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یوں بیان فرمایا ہے :

"اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کتنی ہی قوموں کو بلندی بخشے گا اور کتنی (قوموں) کو پست کرے گا"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث و سنت قرآن کی تشریح ہے اور یہ بھی محفوظ ہے۔ یہ آخری آسمانی سرچشمے نوع انسان کی فلاح دارین کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان سے سیراب ہوئے بغیر فلاح کیسے ممکن ہے؟

دین اسلام، دین فطرت اور دین رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے۔ اس کے نفاذ میں ہماری کامیابی اور عدم نفاذ

میں ناکامی ہے۔ پاکستان کے بگڑے ہوئے حالات کا واحد علاج نظام اسلام کا عملی نفاذ ہے۔ اس کے علاوہ، اصلاح احوال کی جو بھی کوشش ہوگی اس سے حالات سنوریں گے نہیں بلکہ مزید بگڑیں گے۔

پاکستان کے نصف صدی کے حالات اس بات کی زندہ مثال ہیں۔ ہم نے کفار و مشرکین کا کہا مانا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ مانا، اسی لئے ہمیں عذاب الٰہی کے جھٹکے قحط، سیلاب، شکست و ریخت، بیماری، معاشی بدحالی، سیاسی خلفشار، باہمی خونریزی، بیرونی جارحیت کے شدید خوف اور نفاق و بے یقینی کی صورت میں مل رہے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور ہم نے انہیں چھوٹا عذاب بڑے عذاب سے پہلے چکھائیں گے، شاید کہ وہ لوٹ آئیں۔" (سورۃ السجدہ: ۲۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ان الفاظ میں خبردار کیا ہے:

ترجمہ: "پس ان لوگوں کو اللہ کے حکم کی نافرمانی سے ڈرنا چاہئے کہ انہیں کسی آزمائش یا عذاب سے دوچار نہ کر دیا جائے۔"

قرآن و حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ عذاب الٰہی سے وہی لوگ محفوظ رہ سکتے ہیں جو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ آپ جیسے انتہائی طاقتور اور بلاشرکت غیرے حکمران کے ہاتھوں اسلامی نظام کا نفاذ نہ ہونا اور پوری قوم کو غیر اسلامی نظام میں جکڑے رکھنا ایک عظیم المیہ اور گناہ ہے جسے رب جلیل معاف نہیں کرتا نتیجتاً پوری قوم عذاب کا شکار ہوئی جارہی ہے۔

فطرت افراد سے اغماض تو کرلیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف
(علامہ اقبالؒ)

اس وقت دنیا میں کئی کافرانہ نظام چل رہے ہیں مگر آخرت میں ان نظاموں پر عمل کرنے والوں کے لئے دردناک اور دائمی عذاب تیار کیا گیا ہے اس لئے دنیا میں انہیں ڈھیل دی گئی ہے اور بقدر محنت و کوشش وہ فوائد حاصل کر رہے ہیں مگر مسلمان جو دین اسلام کے قیام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، اگر وہ اپنے دین کو نظرانداز کر کے کافرانہ طرز عمل اختیار کریں گے تو اللہ کے ہاں ظالم قرار دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی حکومت اور اقتدار کو زیادہ عرصہ برداشت نہیں کرتا اور انہیں کئی قسم کے عذابوں میں دوچار کر دیتا ہے۔

مسلمانوں کی ترقی دین اسلام پر عمل کرنے کے ساتھ مشروط کر دی گئی ہے۔ ہم اسلام پر عمل پیرا ہو کر دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔ اگر اس وقت ہم حیثیت مجموعی روبہ زوال ہیں تو اس میں قصور اسلام کا نہیں بلکہ ہمارا قصور ہے۔ علامہ اقبالؒ نے بجا طور سے کہا تھا کہ:

"میں قرآن و حدیث اور تاریخ اسلام کے گہرے مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج نظام اسلام کا عملی نفاذ اور احیا ہے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں مسلمان جرنیلوں اور گورنروں کو مسلسل یہ ہدایت دیتے رہتے تھے کہ:

"اگر تم دنیا ہی کے لئے جدوجہد کرو گے تو وہ تم سے دور بھاگے گی اور آخرت خراب ہوگی لیکن اگر تم دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کے لئے بھی جدوجہد کرو گے تو دنیا تمہارے قدموں میں گرے گی اور آخرت میں بھی کامیاب ہو گے۔"

قائداعظم محمد علی جناح نے بارہا اعلان کیا کہ: "ہم پاکستان کا مطالبہ محض اقتدار اور حکومت کے لئے نہیں کر رہے بلکہ ایک ایسے خطہ زمین کے حصول کی کوشش کر رہے ہیں جسے ہم اسلام کی تجربہ گاہ بنائیں گے تاکہ دنیا اس سے سبق حاصل کر سکے۔" افسوس کہ نصف صدی تک ہم پاکستان میں غیر اسلامی نظاموں کے تجربے کر کے خوار تو ہو رہے ہیں مگر اسلامی نظام کا تجربہ کرنے سے مسلسل پہلو تہی کر رہے ہیں، ہماری یہی روش جگ ہنسائی کا باعث بن رہی ہے۔

محترم جنرل صاحب! آپ سے پہلے پاکستان میں کتنے حکمران آئے اور چلے گئے، ہر حکمران نے اقتدار کی نئی عمارت بنانے کی کوشش کی، اصلاح احوال کے لئے کئی اقدام کئے مگر اقتدار ختم ہونے کے بعد نئے اقدام بھی ماضی کا قصہ بن گئے۔ آپ کے جانے کے بعد آپ کے نئے اقدام بھی آنے والا حکمران ختم کر دے گا۔ آپ اور آپ کی اصلاحات ماضی کے اندھیروں میں گم ہو جائیں گے۔ لیکن اگر آپ خلوص دل کے ساتھ اسلام کا نظام نافذ کر دیں گے تو آئندہ کے کسی حکمران کو اسے بدلنے کی جرأت نہ ہو سکے گی اور جب تک یہ ملک اسلامی نظام کے ساتھ قائم رہے گا، آپ کا نام زندہ رہے گا اور آپ کو نیکیاں ملتی رہیں گی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ صرف انہی بندوں کے نام دنیا اور آخرت میں بلند کرتا اور انہیں اپنی رحمت خاص سے نوازتا ہے جو اس کے دین کو سربلند کرتے ہیں۔

اسلام کے عملی نفاذ کی کس قدر برکتیں ہیں، اس کی مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں قائم کی گئی دنیا کی سب سے پہلی مثالی ریاست اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدینؓ کا دور ہے جس میں بے شمار اور عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں، وقت کی دو سپر طاقتوں قیصر و کسریٰ کا خاتمہ ہوا، اسلام کا نور چاردانگ عالم میں پھیلا، کفر و شرک اور ظلم و ناانصافی کی ظلمتیں مٹ گئیں اور خدا کی زمین امن و

سکون، عدل و انصاف اور خوشحالی سے معمور ہو گئیں۔ اسلام، قیامت تک نوع انسان کو فیضان آسمانی سے مالا مال کرتا رہے گا بشرطیکہ اسے عملاً نافذ کر دیا جائے۔

جناب والا! نظام اسلام کے نفاذ کے لئے آپ کو کسی سے مشورہ لینے یا کسی سے ڈرنے کی ضرورت اس لئے بھی نہیں کہ آپ کے پاس یہ اقتدار اللہ کی امانت ہے۔ آپ اللہ کی امانت کی ادائیگی اسی کے حکم کے مطابق بجالانے کے مکلف ہیں۔ بات اللہ کا حکم بجالانے کی ہے، جس میں تاخیر، سوچ بچار، حیل و حجت اور بحث و تکرار کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ مسلمان چاہے حکمران ہو یا ماتحت، اللہ کا سپاہی ہے اور اللہ کے سپاہی کا کام اللہ کا حکم ماننا ہے، اسی کے لئے مرنا اور اسی کے لئے جینا ہے، صرف اسی صورت میں وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہے، ورنہ ناکام اور نامراد۔

جناب والا! آپ نظام اسلام کو خود نافذ فرمائیں یا اپنی سرپرستی میں اپنے نمائندوں یا دینی جماعتوں کے ذریعے سے لیکن اس نیک کام میں تاخیر ہرگز نہ فرمائیں۔ سعودی عرب کی مثال لیجئے، یہاں قرآن و سنت کا قانون نافذ ہے، جس کی برکت سے یہاں امن و امان اور خوشحالی کا دور دورہ ہے۔ حکمران آرام کی نیند سوتے ہیں، زمین ایک سے ایک بڑھ کر قیمتی خزانے پیش کر رہی ہے۔

اس وقت اسلامی جمہوریہ پاکستان کو دنیا میں تنہا کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں، کبھی اس پر دہشت گردی کا الزام لگایا جاتا ہے تو کبھی اسے معاشی طور پر دیوالیہ قرار دیئے جانے کی باتیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ اہل پاکستان پر ایک بڑا خوف مسلط ہے، یہ محض شیطان کا بہکاوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: "صرف مجھ سے ڈرو اور کسی سے نہیں۔" مگر ہم من حیث القوم اللہ سے نہیں ڈرتے، بڑی طاقتوں سے ڈرتے ہیں اور اسی لئے پریشان اور مصائب کا شکار ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ آسکے گا، اور اگر وہ تمہاری مدد نہ کرے تو پھر ایسا کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے گا اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔"

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ کو بھی سخت خوف و ہراس میں مبتلا کرنے کی کوشش کی گئی تھی مگر وہ ڈٹ گئے اور کہنے لگے کہ: اللہ ہمارے لئے کافی ہے تو خوف جاتا رہا اور دشمن کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ آج ہم اللہ کی نافرمانی کے کام کھلے طور سے کر رہے ہیں، مالک حقیقی کی ناراضگی مول لے رہے ہیں بلکہ بعض کاموں میں تو ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلانیہ جنگ کر رہے ہیں یعنی سودی نظام چلا رہے ہیں۔ اسی طرح بے حیائی، بدکاری اور بداخلاقی کے کام زور شور سے کر رہے ہیں۔ ان حالات میں اللہ کی مدد کیسے آئے گی؟ اللہ تعالیٰ ہم سے زکوٰۃ کا مطالبہ کرتا ہے لیکن ہم نہ خود زکوٰۃ دیتے ہیں نہ لوگوں کو اس کی ترغیب دیتے ہیں۔ اگر ہمارے ملک میں صرف زکوٰۃ کا نظام درست طریقے سے چلا دیا جائے تو چند سالوں میں قرضے بھی یقیناً ختم ہو سکتے ہیں، ملک خوشحال ہو سکتا ہے اور اللہ کی رحمت ہمارے شامل حال ہو سکتی ہے۔ آج غیر مسلم ہم سے سوال کرتے ہیں کہ پاکستان میں اسلام کہاں ہے؟ تو ہم کیا جواب دیں۔ خدارا پاکستان میں نظام اسلام نافذ کر دیجئے، خدا ایسی ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

مخلص

محمد افضل چوہدری

معرفت پاکستان انٹرنیشنل اسکول، الریاض

بقیہ: حاجی محمد لطیف

بھایا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگوں کے ساتھ تو ہر قسمی تعاون تھا ہی ہمارے جیسے خوردوں سے بڑی شفقت فرماتے، جس وقت ان کی مسجد میں جانے کا اتفاق ہوتا دیدہ و دل فرش راہ کرتے۔ کافی عرصہ سے کہہ رہے تھے کہ حضرت مجاہد ملت جالندھریؒ کے صاحبزادے اور جانشین مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کو ایک مرتبہ ضرور ہماری مسجد میں لائیں۔ چنانچہ گزشتہ سال جب مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری جب ان کے ہاں تشریف لے گئے تو خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ بہر حال موصوف کی رحلت دینی خدام کے لئے ایک سانحہ سے کم نہیں۔ خداوند قدوس ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور سیات کو مبدل بحسنات فرمائے۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا بشیر احمد، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مجلس لاہور کے راہنماؤں الحاج بلند اختر نظامی، مولانا ظفر اللہ شفیق، حضرت منور حسین صدیقی، قاری محمد زبیر، میاں عبدالرحمٰن، حاجی طارق سعید خان، مولانا محمد احمد مجاہد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے ان کی وفات حسرت آیات پر بڑے رنج و غم کا اظہار کیا اور مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

پہچان

تحریر: جناب فیض الرحمن

دنیا میں کئی اقسام کے غلام ہوتے ہیں۔ کوئی اپنا غلام، کوئی کسی دوسرے کا غلام، کوئی ذہنی، فکری، اقتصادی اور نظریاتی غلام اور کوئی جسمانی غلام، کوئی اپنے جذبات، احساسات اور خواہشات کا غلام، کوئی کسی دوسرے کے جذبوں اور خواہشوں کا غلام، کوئی کسی پتھر، جانور اور اجرام فلکی کا غلام، کوئی کسی انسان کا غلام اور کوئی اللہ کے ان بندوں کا غلام جو اسے اللہ کی جانب راستہ دکھانے پر معمور ہوتے ہیں۔ جب سے کائنات ارضی قائم ہوئی ہے، غلامی بھی موجود ہے اور غلام بھی موجود ہیں۔ غلام کیا ہوتا ہے؟ مالک کا حکم ماننے والا، اس کی فرمانبرداری کرنے والا، اس کے اشاروں پر چلنے والا، اس کی رضا اور خوشی کے مطابق کام کرنے والا۔ غلام ہونے کے تین تقاضے ہوتے ہیں، سب سے پہلا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اسے اپنے مالک کے احکام کو جاننا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنے والا ہو اور تیسرے یہ کہ وہ اپنے مالک کا ادب اور تعظیم کرے، اس کی اطاعت اور اتباع کرے اور پورے احترام و محبت سے مالک اور اس کے متعلقین و لواحقین سے مالک کی مرضی اور خوشی کے مطابق سلوک کرے۔

آج ہم وہ غلام کی بات کر رہے ہیں ایک انسان جو کہ اللہ تعالیٰ کا غلام ہے، اس کے رسول خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اللہ کے ان بندوں کا غلام، جو کہ ہر آن، ہر لمحے، اسے اللہ کی طرف جانے والے راستے پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تلقین کرتے ہیں، اس کی راہنمائی کرتے ہیں، اس کے دل میں اللہ کی محبت اور خوف کا جذبہ پیدا کرتے ہیں، اللہ کے یہ نیک بندے، اللہ اور اس کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پارٹی کے لوگ اور ور کر ہوتے ہیں۔ یہ سب اسی انسان کی طرح اللہ کو اپنا الٰہ، اپنا مالک، اپنا رب، اپنا پالنے والا، دینے والا، مقصود، معبود اور مسجود سمجھتے ہیں۔ اس کے آگے سجدہ کرتے ہیں، اس کی بندگی کرتے ہیں، اپنے آپ کو صرف اور صرف اسی کا بندہ اور مخلوق سمجھتے ہیں۔ اس کے آگے سجدہ کرتے ہیں، اس کی بندگی کرتے ہیں، اپنے آپ کو صرف اور صرف اسی کا بندہ اور مخلوق سمجھتے ہیں۔ اس کے فرمان کی بجاآوری کرتے ہیں، اس کے فرمودات اور احکامات کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ان کو جو فرائض تفویض کئے جاتے ہیں، اس کو پورا کرتے ہیں اور ان کے جو حقوق متعین کئے ہوتے ہیں، ان کے حدود کی پاسداری کرتے ہیں، اللہ کے سب رسولوں، نبیوں، پیغمبروں کو اللہ کے فرمان کے مطابق برحق سمجھتے ہیں اور مخلوقات الٰہی میں، ان سب کو سب سے برتر اور بزرگ سمجھتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب عزوجل کا آخری نبی، رسول اور پیغمبر اور اپنا آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) و مالک سمجھتے ہیں، قرآن حکیم کو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب سمجھتے ہیں، ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ حضور سرور ثقلین آقائے دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی جانب سے جبرائیل علیہ السلام آخری بار وحی لے کر نازل ہوئے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی کا سلسلہ بند ہو گیا اور مسلمانوں کے لئے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نازل کردہ آخری کتاب قرآن حکیم پر عمل، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور ائمہ عظام اور فقہائے امت کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ضروری ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، امت میں سب سے افضل، تابعین اور تبع تابعین اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ لوگ اور ان کی اتباع کرنے والے اللہ تعالیٰ کے اولیاء اللہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے امتی اور غلام ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اشداء علی الکفار اور رحماء بینھم پر عمل پیرا ہوتے ہیں، ان کے اخلاق حسنہ، ان کے کام ایسے کہ انہیں دیکھ کر اللہ کی یاد آجائے، ان کا چال چلن نیک اور معاملات راست بازی کا نمونہ، یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا قانون اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کرنے والے لوگ ہوتے ہیں، یہ صرف اور صرف شریعت ہی کو انسان کے لئے دنیا میں امن و سکون، اطمینان اور راحت کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں اور انسان کے بنائے ہوئے قانون کو انسان کے لئے باعث رنج و غم اور خوف و الم سمجھتے ہیں۔

یہ لوگ، غلاموں کا وہ گروہ ہے جو فقط اللہ تعالیٰ کے غلام ہوتے ہیں اور اس کے فرمان کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین اور خاتم النبیین سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے باغیوں، طاغوتی استحصالی قوتوں اور منافقین کے خلاف غلبہ حق کی خاطر غیر مصالحانہ انقلابی جنگ، فیصلہ کن مرحلہ تک جاری رکھتے ہیں اور ایک ایسے پرامن اور

ختم نبوۃ

صالح معاشرے کے قیام کی جدوجہد میں مصروف عمل ہوتے ہیں کہ جس کی بنیاد، وحدت نسل انسانی اور شرف و تکریم انسانیت کے تصور پر قائم ہو، ایک ایسا معاشرہ کہ جس میں محدود گروہی عصبیتیں معدوم ہوں اور اس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی قدر سے ایسی غیر مشروط، لامحدود اور مخلصانہ دائمی وفاداری اور جذبہ غلامی ہو کہ شرک فی العبودہ کا کوئی ہلکا سا شائبہ بھی باقی نہ ہو۔

دوسری قسم کے غلام وہ ہوتے ہیں جو کہ ذہنی، فکری، نظریاتی، اقتصادی اور جسمانی طور پر ان لوگوں کے غلام ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے قانون اور پیغمبروں کی شریعت کے برعکس دنیا میں انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین اور ضابطوں کا نفاذ کرتے ہیں، یہ لوگ دین و مذہب سے بیزار ہوتے ہیں، خوف و غم اور جہالت کا شکار ہوتے ہیں، یہ استبداد کے ایجنٹ ہوتے ہیں، ان کی بادشاہت بے رحم اور امارت ظالم ہوتی ہے۔ ان کے خونخوار پنجوں نے اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزاروں کی گردنیں دبوچی ہوتی ہیں، ان کی زندگی کا مقصد نفس پرستی ہوتی ہے، یہ بوالہوس ہوتے ہیں، ان کے ہاتھوں ان کے پیروکاروں اور مریدوں کے بچوں اور خواتین کی عزت وناموس کا پیرہن چاک اور دامن عصمت تار تار ہوتا ہے، نسل انسانی اس طبقے کی وجہ سے گرفتار بلا و عذاب ہوتی ہے، ان کی ذہنیت غاصبانہ اور عقیدت غلامانہ ہوتی ہے، نوع انسان کا جسم اور عقل ان کے پنجوں میں گرفتار ہوتی ہے۔ اس طبقے کے بادشاہ اور رو ؤسا اپنے استحصالی اور استبدادی کارروائیوں میں کبھی تو جھوٹے خداؤں کا روپ دھارتے ہیں اور کبھی جھوٹی نبوت اور مجددیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لوگ پہلے پہل ان کی دل لبھانے والی باتوں میں آکر ان لوگوں کو عالم سمجھتے ہیں اور پھر دلی اور آخرکار گرفتار عقیدت ہو کر ان کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو ان کے سامنے "مامور من اللہ" کے طور پر پیش کرتے ہیں، مکر و فریب کی چالوں اور خطیبانہ دجل و فریب سے ان کو ذہنی غلامی میں جکڑ لیتے ہیں اور اپنے آپ کو مافوق البشر شمار کرواتے ہیں، بے سروپا پیشین گوئیاں کرتے ہیں، اور جب کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوتی تو اس کی کئی طرح تاویلات کر کے اپنے غلاموں کے اذہان کو مطمئن کرنے کی سعی کرتے ہیں، یہ سخت ظالم ہوتے ہیں، یہ سخت ظالم ہوتے ہیں۔ اگر کچھ لوگ ان سے کسی معاملہ میں اختلاف کرتے ہیں یا ان کی مرضی کے خلاف بات کرتے ہیں، تو یہ ان کو تباہ کر کے رکھ دیتے ہیں، قتل و خونریزی ان کی عادت اور کمزوروں کا استحصال ان کا پیشہ ہوتا ہے۔ وہ خود کو خدا کا رشتہ دار اور اہل خانہ کہتے ہیں، اپنے خاندان کو اہل بیت اور بیویوں کو امہات المومنین کہلواتے ہیں، ان کے وفادار نوکر اور غلام، بمثل صحابہ ہوتے ہیں، یہ نبوت و رسالت کی خود ساختہ تاویل کر کے اس کے اجارہ دار بن جاتے ہیں۔ ان کے وفادار علما ضمیر فروش ہوتے ہیں اور احکام الٰہی کی غلط تفسیر کرتے ہیں۔ یہ ان پڑھ اور سادہ لوح لوگوں کو اپنے دام تزویر میں گرفتار کرنے کے لئے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ان کے مافوق الفطرت کرشمے اور کرامات سناتے ہیں، سادہ اور جاہل لوگ نے سنائے قصوں اور افسانوں پر ایمان لاتے ہیں، خاص کر خواتین تعویذ اور گنڈوں کے ذریعے ان ظالموں کا شکار ہوتی ہیں کیونکہ یہ صنف، اوہام اور خرافات پر جلد یقین کر لیتی ہے۔

انسانوں کو انسانوں کا غلام بنانے والے یہ دجال اور فرعونان وقت، انسانوں کو اللہ کی محبت سے دور کرتے ہیں، اللہ کا خوف ان کے قلوب سے دور کر کے ان میں اپنا خوف پیدا کرتے ہیں، یہ خود کو سب سے بڑا وسیلہ قرار دیتے ہیں اور معاشی تعطل میں گرفتار عوام کا معاشرتی اور اقتصادی قتل کرتے ہیں، ان کو سودی کاروبار میں جکڑ کر اپنا معاشی غلام بناتے ہیں، یہ خود بھی اپنے بڑے ساہوکاروں کے زر خرید غلام ہوتے ہیں، انہیں کا کھاتے پیتے اور پہنتے ہیں، اپنے آقاؤں کی حکومت قائم کرتے ہیں، اپنے خاص خاص لوگوں اور رشتہ داروں کو حکومت میں بڑے بڑے مناصب پر فائز کرا کے اپنے مطلب کے کام نکلواتے ہیں، ان منصب داروں اور حاکموں کے ذریعے معاشی تعطل میں گرفتار بیروزگار نوجوانوں کو اپنا شکار بناتے ہیں، پہلے مرید بناتے ہیں پھر آہستہ آہستہ فدائین پھر امتی، بعد میں بندہ بننے پر مجبور کرتے ہیں، لہو لعب کے دلدادہ افراد کے لئے انہوں نے اپنی خود ساختہ جنتوں میں حور و غلمان کا بندوبست کیا ہوتا ہے کہ جہاں پر خوبصورت لڑکیوں اور لڑکوں کے ذریعے یہ ان کے بند بند کو کس لیتے ہیں، یہ خوبصورت لڑکے اور لڑکیاں بھی ان کے پیروکاروں اور فدائین کی اولاد ہوتے ہیں، جن کے لئے وعدہ ہوتا ہے کہ جس کسی نے جنتی لڑکیاں اور لڑکے اس خاص جہاد کے لئے مہیا کئے ہوں، ان کو جنت میں اتنا بڑا مقام ملے گا۔

ان کے سوچے سمجھے منصوبوں کو سمجھنے والے کم لوگ ہوتے ہیں اور ان کے دام تذویر کا شکار بہت زیادہ، ان سارے حالات میں جکڑنے کا لازمی نتیجہ انحطاط فکر ہوتا ہے، اہل دانش اور صاحبان علم و فکر بھی الا ماشاء اللہ، جو معاشی تعطل میں مبتلا ہوتے ہیں، انحطاط فکر کا شکار ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب پیغمبروں اور رسولوں کے مقابلے میں اپنا نظام حیات اور طرز حکومت قائم کرنے والے یہ لوگ ایک خاص منصوبے کے تحت مہذب دنیا کے لئے سیاسی، معاشی اور تمدنی نظام پر انتہائی خاموشی سے حملہ آور ہو کر اسے ابتر کر دیتے ہیں، تاکہ لوگ

مایوس ہو کر امن و عافیت کے لئے صرف ان کی طرف دیکھیں، ان کا کوئی سہارا نہ رہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو بھول جائیں، غریب اور مفلوک الحال طبقات مصیبتوں اور محرومیوں میں گھر جائیں، ان کی زندگی ان کے لئے لعنت اور عذاب بن جائے، وہ تہذیب و تمدن سے متنفر اور دین و مذہب سے بے زار ہو جائیں اور کشاکش حیات سے فرار حاصل کرنے کے لئے اپنی جبینوں کو ان استیصالی قوتوں کی چوکھٹ پر جھکا دیں۔

دوسری طرف اونچے طبقات کے افراد کو یہ عیش و عشرت اور مختلف جسمانی اور ذہنی عیاشیوں کا اس درجہ گرویدہ بنا دیتے ہیں کہ وہ اس دلدل سے نکلنا بھی چاہیں تو نہ نکل سکیں۔

ذہن و فکر کو مختل کرنے کے منصوبوں کا شکار ہونے والے بڑے بڑے مفکرین اور دانشوروں کو اپنے دام تزویر میں لانے کی، ان کی بات تو سمجھ میں آسکتی ہے، لیکن یہ بڑے بڑے سائنس دان، دانشور، مفکرین، صحافی اور اہل علم و فن حضرات ان دجالوں کا شکار کیسے ہو گئے؟ ان بڑے بڑے ناموں کو دیکھ کر لوگوں کی اکثریت فریب کھا جاتی ہے کیونکہ وہ باریک بینی سے ان کے منصوبوں کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔

غلام تو فقط غلام ہوتے ہیں، انہوں نے تو فقط اپنے آقاؤں کی اسٹرٹیجی اور پلاننگ کو آگے بڑھانے اور قائم کرنے کی ڈیوٹی کرنی ہوتی ہے۔ ان کے چارٹر کے پیچھے بڑے بڑے اذہان اور حکومتیں ہوتی ہیں۔ جن کا ہر ایک کام بہت بڑی سوچ اور منصوبے کے تحت ہوتا ہے۔ اہل علم و دانش اور صاحبان فکر و نظر کو متاثر کرنے کے لئے ان خاص ایجنٹوں کا انتخاب کیا جاتا ہے، جو پہلے سے علمی، ادبی اور دینی حلقوں میں متعارف ہوتے ہیں، ان شخصیتوں کو پہلے ان کی شخصیت کے بارے میں یہ باور کرایا جاتا ہے کہ وہ نابغہ عصر ہیں، مباحثوں اور مناظروں کا خاص انعقاد کر کے اپنے ہی دیگر مخصوص ایجنٹ دانشوروں، مفکروں اور علماً سے ان کو جتوایا جاتا ہے۔ طاغوتی طاقتوں کی پوری حکومتی مشینری اور میڈیا ان کے پیچھے ہوتا ہے جس کے ذریعے ان کی جیت کی کہانیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے اور ان کو پہلے پہل بہت بڑے عالم اور مبلغ کے طور پر اور بعد میں مجدد، مسیح موعود، رسول اور نبی بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور ان کے ذریعے مختلف طبقات فکر و نظر میں اپنے فلسفہ حیات کو داخل کر کے نظریاتی و فکری تسلط قائم کیا جاتا ہے۔ تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ فراعین کے مختلف ادوار میں اس قسم کے کئی ایک فلسفی، دانشور، علم، محقق، مورخ، مشائخ، مجدد، مسیح موعود اور پیغمبر مختلف روپ میں عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے بنائے گئے، جنہوں نے اللہ کی پارٹی کے علماً و مشائخین حق، مجددوں اور رسولوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو پیش کیا، لیکن جھوٹ ہمیشہ جھوٹ اور سچ ہمیشہ سچ ثابت ہوا اور حق کے مقابلے میں باطل ہمیشہ ذلیل و خوار رہا۔

اس قسم کے جھوٹے مدعیان کے لئے ان کے آقاؤں نے مختلف ادوار میں جن فلسفیوں کا رواج ڈالا، ان میں مشہور فلسفے، دنیا اور انسان کی حقیقت کا انکار، مراقبہ اور کشف کو ادراک حقیقت کا واحد ذریعہ سمجھنا، حقیقت تک پہنچنے کے لئے علم و عقل سے نہیں بلکہ وجدان کے ذریعے پہنچنا، فنافی اللہ کے مختلف مہمل نظریات، تزکیہ نفس کے غیر اسلامی طریقے اور کئی ایک دوسرے مشاغل شامل تھے، ان فلسفوں کے زد میں نہ صرف مختلف ادیان الٰہی آئے بلکہ بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسری اور تیسری صدی ہجری میں متحرک اسلامی تہذیب و طریقت کے بھی اس کی زد پڑی اور مسلمانوں کی جہد مسلسل کی روح بھی متاثر ہوئی، شریعت و طریقت کے جھگڑے اور مسالک فکر کا مستقل فرقوں میں تبدیل ہو جانا بھی انہیں فلسفوں کا شاخسانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی شریعت کے مقابلے میں مختلف ادوار میں دجالین وقت اور طاغوتی طاقتیں اپنے ایجنٹوں اور غلاموں کے ذریعے اپنا نظریہ حیات اور فلسفہ زندگی پیش کرتی رہیں لیکن انگریز سامراج نے اپنے ایک انتہائی خاندانی نمک خوار اولوالعزم، جانباز اور وفادار غلام کے ذریعے برصغیر پاک و ہند میں ۱۹ویں صدی عیسوی کی تیسری دہائی میں جس فلسفہ کو رائج کیا، اور اس کے ذریعے مسلمانوں کے سب سے بڑے ہتھیار "جہاد" کو کند کیا۔ وہ منصوبہ سازی کا ایک اعلیٰ ترین شاہکار ہے، انگریزوں کی تاریخ اپنے وفاداروں کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ لیکن ملکہ وکٹوریہ کا ہیرو، ان کا قابل فخر غلام، انگریز کی تاریخی منصوبہ سازی کا سب سے درخشندہ اور تاباں ستارہ ہے۔ اسلام دشمن انگریز محققین، مورخین، دانشور اور علماً کو جتنا فخر اپنی ملکہ وکٹوریہ کے اس شاہکار کی تخلیق پر ہے، وہ درجہ ان کے کسی بادشاہ اور ملکہ کو حاصل تھا اور نہ ہو گا۔

ہر قوم کے اپنے ہیرو ہوتے ہیں، وہ ہیرو مخالف قوم کے بدترین دشمن ہوتے ہیں، ایک قوم اپنے جس دشمن سے جتنا زیادہ نفرت کرتی ہے۔ اسی دشمن سے اس کی قوم اسی درجہ محبت کرتی ہے، کسی قوم، ملت یا ملک کے آئین کو پامال کرنے والا اس کا بدترین غدار اور قابل گردن زدنی ہوتا ہے لیکن وہی شخص، دشمن ملک کا سب سے بڑا خیر خواہ اور دوست ہوتا ہے۔ ہم غلاموں کا ذکر کر رہے تھے، ایک غلام، اللہ تعالیٰ جل مجدہ اور اس کے محبوب پاک صلی اللہ

ختمِ نبوۃ

علیہ وسلم کا، دین اسلام کا پاسبان، دین کا رکھوالا، شریعت اور شعائر اسلامی کا حفاظت کرنے والا، فلسفہ توحید کے لئے سر کٹانے والا، ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر مر مٹنے والا، ختم نبوت کا تحفظ کرنے والا، آئین پاکستان اور دستور اسلامی کی پاسداری کرنے والا، ملک و ملت کے خلاف اٹھنے والے ہر غرّان پر تڑپنے والا، مجاہد، غازی اور شہادت کی موت مرنے کی تمنا رکھنے والا، مسلمانوں کی آنکھ کا تارا، مومنوں کے دلوں کا سرور، علماً حق اور مشائخ ملت کے قلوب کی ٹھنڈک، مسلم بھائی اور بہنوں کا پیارا پیارا بھائی، مسلم ماؤں کا بیٹا، بوڑھے جوانوں اور بچوں کا ہیرو، ملک کا ہیرو اور ملت اسلامیہ کا ہیرو، یہ اللہ کے غلاموں کا سر خیل اور سالار لشکر ہے۔

دوسرا غلام انگریز سامراج اور ملکہ وکٹوریہ کا غلام، اس کا پروردہ، اس کا لگایا ہوا پودا، اس کے گلدستے کا پھول، ان کی تاریخ کا درخشندہ ستارہ، طاغوت کا رکھوالا، سامراجی حکومت کا وفادار سپاہی اور محافظ، برطانوی حکومت کو سہارا اور قائم کرنے والا، جہاد کو حرام قرار دینے والا، انگریز قوم کا ہیرو، ان کا غلام، ان کی اولاد ان کی غلام، تاحیات غلام، وہ مسلمانوں کے دشمن ہندوؤں کا بھی سب سے معتمد ہتھیار، آئین پاکستان کو نہ ماننے والا، آئین کو پامال کرنے والا، بانی پاکستان کو کافر کہنے والا، اور پاکستان کی حکومت کا تختہ الٹنے والا۔

چند لوگ، اللہ کے پیارے لوگ، نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی وقتی طور پر انگریزی حکومت کے عظیم شاطر اور ہیرو کی باتوں متاثر ہو کر یا اپنے حالات سے مجبور ہو کر سواد اعظم اور امت کی راہ سے گمراہ ہو کر کافر ہو گئے تھے، ان کے حواس مختل اور دماغ بے کار ہو گئے تھے، وہ ذہنی طور پر مفلوج ہو گئے تھے، لہذا طاغوت کی چال کا شکار ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک کے صدقہ میں انہیں دوبارہ سیدھے راستے پر لگا دیا ہے، ہم دعاگو ہیں کہ ہمارے وہ بھائی جو ہم سے بچھڑ گئے تھے دوبارہ سے آن ملے۔

ان گمراہیوں کی، جنہیں اللہ تعالیٰ دوبارہ صراط مستقیم پر لے آیا ہے، داستان سنئے کہ انہوں نے اپنے دور گمراہی میں انگریز سامراج کے غلاموں کو کس رنگ اور کس حال میں دیکھا؟ ان کی اصل حقیقت کیا تھی؟ اور ان کو انگریز سامراج نے کس روپ میں مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے پیش کیا؟ یہ لوگ جو ان کے ہمسایہ بنے، جنہوں نے ان کے ساتھ سفر و حضر کے لمحات گزارے اور وہ کہ جنہوں نے ان کے ساتھ لین دین کیا، یہی وہ لوگ ہیں جو اصل "حقیقت" آپ کے سامنے بیان کر سکتے ہیں کیونکہ ان لوگوں نے وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے خود دیکھ لیا، جو کہ عام مسلمانوں کی نظر سے پوشیدہ ہے، یہ سب گھر کے لوگ ہیں اور گھر کا بھیدی ہی سب بھیدوں کا واقف حال ہوتا ہے۔

میں دو غلاموں کا ذکر کر رہا تھا، آپ بخوبی سمجھ گئے کہ انگریز سامراج کا سب سے وفادار اور ان کا بہترین غلام کہ جس کی بہترین غلامی پر وہ فخر کر سکتے اور ان کی اولاد اس وقت بھی انگریزوں، امریکیوں، ہندوں صیہونیوں کی سب سے قابل فخر اور دنیا کے سب کافر ملکوں میں وہ یہودیوں کی طرح حد درجہ مراعات یافتہ ہیں، بلکہ پاکستان میں بھی باوجود آئین پاکستان کو پامال کرنے کے، وہ ربوہ (چناب نگر) کے مالک ہیں جیسا کہ ہندوستان میں قادیان کے، میری مراد انگریز کا سب سے بڑا غلام آپ نے پہچانا ہو گا، مرزا غلام قادیانی ہے۔

☆☆..................☆☆

حاجی محمد لطیف انتقال فرما گئے

لاہور (نمائندہ خصوصی) تحریک ختم نبوت کے پرجوش ورکر اکابرین تحریک کے خادم و مداح حاجی محمد لطیف انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم ایس ڈی او ریٹائر ہوئے اور علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہو گئے۔ گلشن بلاک کی مکی مسجد کی خدمت و نظامت اپنے ہاتھ میں لے لی اور تا زیست اس خدمت کو حسن و خوبی سرانجام دیتے رہے۔ سانس کی بیماری کے مریض تھے۔ ۲/اپریل کو لاہور میں ختم نبوت کانفرنس تھی۔ اپنے بیٹے محمد اظہر کو کانفرنس میں بھیجا خود جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی اور گھر تشریف لے گئے۔ زندگی کے سانس مکمل ہو رہے تھے کہ سانس اکھڑنا شروع ہو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور اہل علاقہ دین متین کے خادم کی دعاؤں سے محروم ہو گئے۔ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ ایک جلسہ سے خطاب فرما رہے تھے اور دوران خطاب فرمایا کہ: "قادیانی جج ہو یا پولیس افسر، وزیر ہو مشیر، کسی محکمہ میں سپرنٹنڈنٹ ہو یا کلرک پہلے وہ قادیانی ہوتا ہے بعد میں وہ حکومت کا ملازم۔" مولاناؒ نے فرمایا کہ: "میں چاہتا ہوں کہ جس طرح قادیانی اپنے مذہب کا مبلغ ہوتا ہے، ایسے مسلمان جج بھی ختم نبوت کا مبلغ ہوتا، جس طرح قادیانی سپرنٹنڈنٹ اپنے جھوٹے مذہب کا مبلغ ہوتا ہے، ایسے مسلمان کو بھی ہونا چاہئے اور جیسے ہی قادیانی ایس ڈی او قادیانیت کا پرچار کرتا ہے، ایسے ہی مسلمان کو بھی ہونا چاہئے۔" مرحوم اس تقریر میں موجود تھے۔ اٹھ کر کہا کہ میں فلاں محکمہ میں ایس ڈی او ہوں قادیانیت کا مقابلہ کروں گا۔ اور الحمد للہ! تا زیست اس عہد کو خیر و خوبی

باقی صفحہ 15 پر

ختم نبوۃ

وسیم الدین صدیقی

صیہونی قوتوں کے خاموش حملے

قومی ضمیر کے لئے مقامِ فکر

بلاشبہ دین اسلام کو جب بھی خون کی ضرورت پڑی اہلِ حق نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے، اپنے خون سے دین کی آبیاری کی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے ساتھ ہی شرپسندوں اور لادین قوتوں نے گٹھ جوڑ شروع کردیئے تھے کہ کس طرح مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جائے غیر مسلموں نے ہمیشہ مسلمانوں کی کمزوریوں اور خامیوں پر نگاہ رکھی انہیں جیسے ہی موقع ملتا وہ نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

عصر حاضر میں مسلمانوں کی جس قدر کمزوریاں شرپسندوں پر عیاں ہے، شاید ہی اس سے قبل کسی دور میں ہوئی ہوں، اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ چراغ اسلام کو بجھانے کی جتنی سازشیں، موجودہ دور میں ہورہی ہیں وہ امت مسلمہ کا ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے نہ ہونے کے سبب ہے۔

اسلام تو مشل ہے روشن آفتاب
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

خیر و شر کا آپس میں دست و گریبان ہونا کوئی انھونی بات نہیں ہے تاہم جسم سے جاں اس وقت نکل جاتی ہے جب مسلمان وحدت کے نظریئے پر قائم نہیں رہتے اور سازشیوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ منافرت کے سبب آپس میں مٹ جاتے ہیں، دولت کی چمک سے اس قدر متاثر ہوجاتے ہیں کہ غیر مسلموں کی شرپسندی پر ان کا بھرپور ساتھ دیتے ہیں۔ ایک حدیث کے مفہوم کے مطابق:

"برائی کو روکنے کے تین درجے ہیں (۱) اگر آپ طاقت رکھتے ہیں تو فوری استعمال میں لایئے، (۲) زبان سے روکئے، (۳) دل میں برا کہئے (جو ایمان کا آخری درجہ ہے)۔"

آج پہلے درجے پر جسے جہاد کہتے ہیں غیر مسلموں نے دہشت گردی کا واویلا مچادیا، جو امت مسلمہ کے خلاف سازش کا حصہ ہے، دوسرا زبان سے براہ راست جہاد ہے جب علمأ کرام زبان سے شرپسندوں کے خلاف اقدام اٹھاتے ہیں تو بعض لادین قوتیں سدِ راہ بن جاتی ہیں، تیسرا برائی کو دل میں برا سمجھنا یہ ایمان کا انتہائی کمزور درجہ ہے۔ یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو طاقت نہیں رکھتے جو طاقت رکھتے ہیں، پھر کس طرح دل میں برا جانتے ہوں گے۔ غیروں کا مراعات یافتہ طبقہ کا جو دین سے دوری کا سبب ہے، دین دشمن قوتوں کی عطا کردہ مراعات کا نشہ ہے جو انسان کی سمجھ کی صلاحیت بھی مفقود کردیتا ہے، پھر وہ لادین قوتوں کے زیر اثر ہوجاتا ہے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والے عناصر اس دور میں جس قدر متحد و متفق ہیں شاید ہی کبھی ہوئے ہوں۔

جن اوصاف حمیدہ پر عمل پیرا ہو کے امت مسلمہ شرپسند قوتوں پر کاری ضربیں لگارہے تھے، ان کے مہلک ہتھیاروں کو بے اثر اور بے ضرر کئے ہوئے تھے انہیں اوصاف میں سے ایک وصف وحدت پر انہوں نے ہماری کمزوریوں کے سبب نہ صرف حملہ کیا بلکہ شیرازہ منتشر کردیا۔ دین دشمن قوتوں نے دولت سے متاثر افراد کو مراعات کی پرکشش پٹاری تھمادی، جو لوگ قرآن و سنت سے دور ہوئے انہیں عقل مند اور ذہین قرار دے کر گمراہی کے عمیق اندھیروں میں دھکیل دیا جو مسلمان بھوک اور غربت سے نڈھال تھے انہیں دو وقت کی روٹی کے سبب اپنے ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے لگے، جو حکمران حکمرانی کے نشے میں دھت ہوئے ان کا بوریا بستر گول کردیا، اللہ تعالیٰ کی لعنت سود ہم پر مسلط کردیا گیا، بعض ذہین لوگوں کو ان کی ذہانت پر سرٹیفیکیٹ جاری کردیئے..... پھر انہوں نے دین دشمنی پر ہی ذہانت آزمانا شروع کردی جس کے باعث وہ گمراہ ہوگئے، ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود ہوگئی۔

عصر حاضر میں حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا سانحہ دین اسلام کے خلاف گہری سازش کا حصہ ہے دین کے لئے مولاناؒ کی خدمات گرانقدر ہیں، آپ کا ہر لمحہ امت مسلمہ کی وحدت اور دین کی آبیاری کرتے گزرا، آپ کی زندگی کا مقصد امت مسلمہ کا اتحاد تھا۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی شخصیت اس چراغ کی مانند تھی جو جہالت کی تاریکیوں میں بھی ایک خاصہ حصہ روشن کئے ہوئے تھی، اسلام کے خلاف ہونے والی کسی بھی سازش کو بے نقاب کرنا اور اس کے خلاف فوری ایکشن مولانا کا ہی خاصہ تھا باطل کے لئے آپؒ کی شخصیت موت کا پیغام بن چکی تھی، موجودہ دور میں اختلافات کی باتیں معمول ہیں لیکن آپ کی

ختم نبوۃ

شخصیت پوری امت مسلمہ کے لئے پرکشش تھی ہر مکتب فکر کے مفکر مولاناؒ کی وحدت امت کی سعی مسعود پر متفق تھے ۔ بلاشبہ شہادت ایک عظیم نعمت ہے جس کا بر ملا اظہار مولاناؒ اکثر کیا کرتے تھے خاص طور پر افغان جہاد نے بہت متاثر کیا اور بڑھاپے میں بھی جہاد کی شدید خواہش اور آرزو تھی جو اللہ رب العزت نے پوری کردی، آپ جہاں جہاں مسلمانوں کو شکست خوردہ دیکھتے خون کے آنسو روتے اور رب العالمین کی بارگاہ میں گڑگڑا کر امت مسلمہ کی کامیابی کی دعا فرماتے تھے۔

آپؒ ہمیشہ وحدت کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اکثر کہا کرتے تھے کہ : "مسلمانوں کا اتحاد وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔" جس کا دین دشمن قوتوں کو گہرا صدمہ تھا ردعمل میں انہوں نے شہادت کی سازش تیار کی۔ خاص طور پر ختم نبوت کے بارے میں مولاناؒ کی خدمات امت مسلمہ پر احسان عظیم ہے۔ آپؒ تو اپنے رب کے پاس خون میں نہائے پیش ہوگئے لیکن آپ کی عدم موجودگی کا احساس امت مسلمہ کو دردناک کیفیت سے دوچار کر رہا ہے۔

یوں سربازار اک عالم دین کی موت...... کوئی معمولی سانحہ نہیں ہے بلکہ امت مسلمہ پر صیہونی طاقتوں کا ایسا خاموش حملہ ہے جو ہر لمحے امت مسلمہ کے اجتماعی ضمیر کو جھنجھوڑ رہا ہے اور تقاضا کر رہا ہے کہ اے مسلمانو! ذرا سوچو...... اے حکمرانوں...... آنکھیں کھولو...... ذرا غور سے سنو! اور میرے سوالات کا جواب دو کہ جس چراغ کو دین دشمن قوتوں نے سر عام، بھرے بازار میں گل کردیا، کیا اس کی روشنی...... امت مسلمہ کے لئے نہیں تھی؟ کیا جہالت کے اندھیروں میں اس کی کرنیں بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو دین کی جانب راغب نہیں کر رہی تھیں؟

بلاشبہ آپؒ کی لکھی گئی کتابیں، امت مسلمہ کے خلاف ہونے والی سازشوں کو بے نقاب کرنے کا بہترین دفاعی ہتھیار ثابت ہوں گی (انشاء اللہ)۔ میرے قلم میں وہ سکت نہیں ہے کہ مولاناؒ کی خدمات بیان کرے، دکھ اس بات کا ہے کہ ہم اس فروزاں چراغ کی حفاظت نہ کرسکے، جبکہ یہ ملک ہمارا ہے، آزادی جیسی نعمت سے بھی مالا مال ہونے کا دعوئی ہے، مسلمانوں کی غلبہ اکثریت دیندار اور باشرع ہونے کی دعویدار بھی ہے، پولیس بھی ہماری ہے، حکومت بھی ہماری ہے، قانون بھی ہمارا ہے، اعلیٰ عدالتیں بھی ہماری ہیں، چیف ایگزیکٹو بھی ہمارا ہے، صدر بھی ہمارا ہے، بیوروکریسی بھی مسلمان ہے، خفیہ ادارے بھی دین کے داعی ہیں، اعلیٰ حکام بھی خالص پاکستانی ہیں، اس چراغ سے فیض بھی ہم نے ہی پایا پھر اس چراغ کی حفاظت

باقی صفحہ 12 پر

ختم نبوۃ

قاضی احسان احمد، اسلام آباد

حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی مدظلہ العالی کا دورۂ اسلام آباد اور ختم نبوت کورس کی کامیابی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے زیر اہتمام اسلام آباد میں پہلی مرتبہ "رد قادیانیت" کورس کا اہتمام کیا گیا، اس کورس کو مفید بنانے اور لوگوں کو بہتر معلومات فراہم کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا خدا بخش صاحب سے وقت لیا گیا چنانچہ مولانا خدا بخش صاحب دفتر اسلام آباد تشریف لائے۔

حضرت مولانا مدظلہ کی آمد پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے رہنما حضرت مولانا خالد میر، جناب اکرم اعوان اور جناب قاضی رضوان احمد اور راقم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع راولپنڈی کے حضرت مولانا محمود الحسن نے پرجوش انداز میں استقبال کیا اور اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا کہ حضرت بخیر و خوبی اسلام آباد تشریف لے آئے۔

اپنی ضعیفی اور علالت کے باوجود حضرت مولانا مدظلہ نے عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کیں۔

حضرت مولانا نے ختم نبوت ایجوکیشنل سوسائٹی اسلام آباد میں درس قرآن پاک دیا یہ سوسائٹی الحمدللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے زیر اہتمام عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی اور ناموس رسالت ﷺ کے لئے شب و روز مصروف عمل ہے۔ وہاں مولانا کا پرجوش خطاب ہوا، بعد ازاں مقامی علماء اور دیگر مندوبین سے ملاقاتیں ہوئیں۔

اسلام آباد کی مشہور علمی درسگاہ جامعہ محمدیہ میں بھی حضرت مولانا مدظلہ کے مسلسل کئی پروگرام ہوئے اور درجہ ثانیہ سے لے کر درجہ مشکوٰۃ تک کے طلبہ کرام کو روزانہ نماز عصر سے ایک گھنٹہ قبل فتنہ قادیانیت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے متعلق درس دیئے اور طلبہ کرام کو قادیانیت کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد سے آگاہ کیا، علاوہ ازیں مجلس کے دفتر ہی میں جو پروگرام رکھا گیا تھا اللہ کریم نے اپنے خاص فضل و کرم سے اس کو بہت کامیاب بنایا اور علماء کرام، طلبہ اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے مسلسل ایک ہفتہ کورس میں شرکت فرمائی، ان کے نام حسب ذیل ہیں:

مولانا سراج الدین، محمد عتیق توحیدی، محمد ابراہیم، عبدالقیوم، سعید احمد، عبدالمجید، قاری احمد شاہ، عرفان احمد، عدیل اقبال، غفران خان، محمد شاہد، ولی احمد شاہ، رحیم الدین، اعجاز احمد، توقیر حیات، محمد اکرم اعوان، محمد خالد میر، یاسر شفیق، مولانا محمد عظیم، محمد مسعود اکرم، محمد ہارون، مولانا عرفان احمد، محمد ارشد، محمد طاہر سلطان، محمد ادریس، ذکی الرحمٰن، جمال ناصر، مولانا حبیب اللہ، محمد ابراہیم، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحب کے علاوہ شہزادہ احسن نصیر اور دیگر حضرات نے بھی بطور خاص شرکت فرمائی۔

حضرت مولانا خدا بخش دامت برکاتہم کا جمعہ کا بیان چک شہزاد اسلام آباد کی مرکزی مسجد جناب حضرت مولانا قاری افضل صاحب کے ہاں ہوا، اس جمعہ کے اہتمام میں برادرم مکرم جناب حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب نے بہت تعاون فرمایا، اللہ کریم ان کی اس مساعی کو قبول فرمائیں اور ہم سب کے لئے راہ نجات بنائیں۔ حضرت مولانا دامت برکاتہم کے جمعہ کا بیان بہت مؤثر تھا لوگ خوب مطمئن ہوئے اور حضرت مولانا سے دوبارہ تشریف لانے کی درخواست کی۔ یوں حضرت کا دورۂ اسلام آباد بخیر و خوبی اپنے انجام کو پہنچا اللہ کریم ان تمام احباب کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس کورس کے لئے ہمارے ساتھ تعاون فرمایا راقم اللہ رب العزت سے دعا گو ہے کہ اس معمولی سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے، ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین یارب العالمین)

اعتذار

ہفت روزہ "ختم نبوت" شمارہ ۹ صفحہ نمبر ۶ کالم تین میں: "سات سو کی بجائے سات ہزار" غلطی سے لکھا گیا ہے۔ عبارت یوں پڑھی جائے:

"جب سات سو حفاظ صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش کیا"

اس سہو پر ہم اللہ رب العزت سے معافی کے طلب گار ہیں اور قارئین سے بھی معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

ختم نبوۃ

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی یاد میں

حافظ شرافت علی معاویہ (گوجرانوالہ)

نغمہ نوا بلبل نہیں شاداں کوئی گل نہیں
پھول بولا ہے کلی سے غم میں تو بھی کھل نہیں

چشمہ سا ہر سو رواں ہے اشکہائے کوہسار
گریہ زاری کررہا ہے کیوں یہاں ار بار

شبنم سمجھے ہو جسے شبنم نہیں وہ اے جواں
آنسو ہیں وہ برگ و بر شاخ شجر کے بے گماں

کر گیا نوش جاں جامِ شہادت کو شہیدؒ
یاد آئیں دیکھ کر جن کو حضرت بایزیدؒ

جلوہ گر تھے ان مسعودؒ صورت یوسفؒ میں یہاں
لاکھوں میں ہوتا ہے پیدا کوئی اک ایسا انساں

تحفظ ختم نبوت کی خاطر سوئے دشمناں بڑھتا رہا
حق کے غلبے کی خاطر تازیست وہ لڑتا رہا

زندگی ساری وقف تھی حدیث اور قرآن کے لئے
کوششیں کررہا تھا ملک میں نفاذ اسلام کے لئے

گولیاں چلتی رہیں اور اللہ والے کو لگیں
خون بہا جسم اطہر سے چل بسا وہ مہ جبیں

ان کے جسم خونچکاں سے خوشبوئیں آتی رہیں
ہر دل کو گرماتی رہیں سانسوں کو مہکاتی رہیں

داغ فرقت دے گیا ہم سے جدا وہؒ ہوگیا
اللہ کی رحمت کو اوڑھے لحد میں وہؒ سو گیا

یہ دعا لازم ہے ہم پر چھوڑ کر سب کار فضول
یا الٰہی قبر پر اس کی ہو کروڑوں رحمتوں کا نزول

HHO IS ATTRACTIVE.....?

نثری نظم

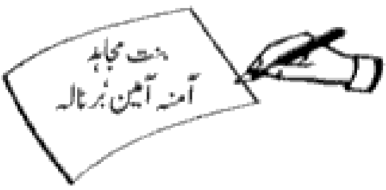

کائنات میں
ہر سو
کئی رنگ بکھرے پڑے ہیں
اور دنیا کے لوگ
آسمان کے ستاروں کی طرح
چھوٹے بھی اور بڑے بھی
مدھم بھی تیز بھی
ستاروں کی طرح ہنستے ہوئے
اور ستاروں کی طرح شرماتے ہوئے
ایسے ہی ہوتے ہیں ناں.....!
لیکن ذرا سوچو!
کشش کس میں ہے
آسمان کے ستاروں میں
وہی ستارہ اچھا لگتا ہے
جس میں سارے رنگ ہوں
اسی طرح
انسان بھی وہی دلکش ہے
جس میں سارے خاص رنگ ہوں
اور یہ سارے کے سارے رنگ
بس اسلام میں ہیں
دلکش بس وہی ہے
جو اسلام میں ہے

☆☆.................☆☆

ختم نبوۃ

شیخ طریقت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ بھی شہید کر دیئے گئے،

امت مسلمہ جوہر گراں اور عظیم نعمت سے محروم ہو چکی ہے

(صاحبزادہ: مولوی محمد اسامہ، انگلینڈ)

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان اس دنیا میں رہنے کے لئے نہیں آیا، ہر ایک کو ایک دن آخرت کے سفر پر روانہ ہوتا ہے، صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ہے جس کو کوئی فنا نہیں ہے، اس کے علاوہ پوری کائنات میں کوئی چیز ایسی نہیں جو باقی رہنے والی ہے، بلکہ موت ہی ایک ایسی حقیقت ہے جس پر ساری نوع انسانی متفق ہے، ہر روز سینکڑوں نہیں ہزاروں لوگ اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر خالق حقیقی سے جا ملتے ہیں۔

لیکن بعض لوگوں کے جانے سے دل ودماغ پر جو غیر معمولی اثر پڑتا ہے اور امت کا جتنا نقصان ہوتا ہے وہ ناقابل بیان ہے، کسی نے بالکل صحیح کہا ہے:

"موت العالم، موت العالم"

(ایک عالم دین کی موت پوری کائنات کی موت ہے)

گزشتہ دس سالوں سے علماً وصلحاً جس تیزی سے راہی آخرت ہو رہے ہیں وہ امت مسلمہ کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔

راقم ناچیز کو زندگی کا جو سب سے پہلا حادثہ یاد ہے وہ والد محترم حضرت مفتی احمد الرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہ کا سانحہ ارتحال ہے، اس کے بعد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی، شیخ الحدیث حضرت مولانا مصباح اللہ شاہ صاحب، حضرت مولانا حبیب اللہ مختار صاحب، استاد محترم حضرت مفتی عبدالسمیع صاحب، محدث العصر حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب، حضرت مولانا مفتی ولی صاحب، درویش استاذ العلماً حضرت مولانا بدیع الزمان صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے داغ مفارقت دے گئے اور اب یہ خبر صاعقہ بن کر دل پر گری کہ حکیم العصر فقیہ النفس شیخ طریقت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب بھی شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پاکستان میں علماً کرام کا قتل کوئی نئی بات نہیں حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ سے پہلے بھی کئی علماً کرام جام شہادت نوش فرما چکے ہیں، لیکن اب حضرتؒ کی شہادت کے بعد حالات بڑے پرفتن نظر آرہے ہیں، اور اب معلوم ہوا کہ امت مسلمہ کس جوہر گراں اور عظیم نعمت سے محروم ہو چکی ہے اور یہ احساس بھی ہوا ہے کہ حضرت کا وجود ہی ہمارے لئے باعث رحمت تھا، ایسے ولی کامل کے چلے جانے کے جو نتائج ہو سکتے ہیں، ان کے بارے میں جب سوچتا ہوں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور زبان پر یہ کلمات جاری ہو جاتے ہیں:

"اللھم لا ملجأ ولا منجا الا الیک"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکیم وعلیم ہونے پر ہمارا پختہ یقین ہے، اور یقیناً اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی راز ہو گا جس کو سمجھنے سے ہم انسان عاری ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ کے ارشاد: "واللہ یعلم وانتم لا تعلمون" سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان نادان اور ناسمجھ ہے، اس لئے ہمارے لئے رضا بالقضاً ضروری ہے، اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ اسی پر اکتفا کرتا ہوں مزید لکھنے کی ہمت اور استطاعت نہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت شہیدؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں اور ان کے تمام متعلقین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ خصوصاً حضرت کے چار صاحبزادے حافظ سعید احمد، مولانا محمد طیب، حافظ عتیق الرحمٰن اور حافظ محمد یحییٰ۔ اللہ تعالیٰ حافظ محمد یحییٰ صاحب کو جلد از جلد شفائے کاملہ نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

شہید ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

آپ سراپا متواضع اور فرشتہ سیرت تھے، بارہ سال حضرت شہیدؒ کے ساتھ اندرون وبیرون ملک رفاقت رہی آپ سراپا حسن ہی حسن تھے،

مولانا منظور احمد الحسینی (امیر ختم نبوت، یورپ)

لندن (حافظ احمد عثمان) شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اور آپ کے ڈرائیور جناب عبدالرحمٰن کی شہادت کے سلسلے میں جامع مسجد کنگسٹن میں کئی اجلاس ہوئے جن میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی، اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جامع مسجد کنگسٹن کے خطیب وامام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر اور مولانا شہیدؒ کے قدیم معاون رفیق مولانا منظور احمد الحسینی نے کہا کہ میرے شیخ کی عبقری شخصیت گوناگوں فضائل وکمالات کا مجموعہ تھی، آپ ظاہری اور باطنی حسن اخلاق، حسن کلام اور حسن تحریر غرضیکہ ہر طرف حسن ہی حسن تھا اور پھر اس پر حق تعالیٰ شانہ نے حسن خاتمہ (شہادت کی موت) سے نوازا۔

اے سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

مولانا نے کہا کہ احقر کی تقریباً ۱۲ سال تک حضرت مولانا شہیدؒ کے ساتھ رفاقت رہی، اندرون اور بیرون ملک طویل اسفار میں آپ کے ساتھ ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ سراپا متواضع اور فرشتہ سیرت تھے، ہم سب حضرت شیخ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے پسماندگان حافظ سعید احمد، مولانا محمد طیب، حافظ عتیق الرحمٰن، مولانا حافظ محمد یحییٰ اور احقین اور تبعین متعلقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں، حق تعالیٰ شانہ ان سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشیں، حضرت مولانا شہیدؒ اور آپ کے ہمرکاب رفیق عبدالرحمٰن کی مغفرت فرما کر اپنے مقامات قرب میں پیہم ترقی ودرجات عطا فرمائیں اور ہم سب کو حضرت شہیدؒ کی ہدایات وتعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق کامل عطا فرمائیں۔ (آمین)

ختم نبوۃ

اخبارِ ختمِ نبوّت

موجودہ حکومت سابقہ حکومتوں سے سبق سیکھے

قادیانیوں کا میدانِ مناظرہ سے فرار

مولانا غلام مصطفیٰ خطیب چناب نگر،

مولانا محمد اختر کا ضلع خوشاب میں تبلیغی دورہ

چناب نگر (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے خطیب مولانا غلام مصطفیٰ ایک ہفتہ کے تبلیغی دورہ پر ضلع خوشاب تشریف لائے، حضرت مولانا قاری سعید احمد اسعد سے ملاقات کی اور جماعتی امور پر تفصیلی بات چیت ہوئی۔ حضرت قاری صاحب اور مقامی رفقاً نے مجلس کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ مولانا غلام مصطفیٰ نے حضرت مولانا سلیمان صاحب، مولانا بشیر احمد صاحب و دیگر علماً کرام سے ملاقات کی۔ مساجد میں درس ختم نبوت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ جوہر آباد کے علماً کرام مولانا شاہ محمد، پروفیسر عبداللطیف، مولانا انوار اللہ، صاحبزادہ رشید ربانی اور کارکنان مجلس سے ملاقات کی۔ مٹھہ ٹوانہ کی جامع مسجد مدینہ اور جامع مسجد قاضیاں والی میں مولانا کا تفصیلی خطاب ہوا۔ جماعت کی ممبر سازی کی گئی، اور نوجوانوں میں لٹریچر تقسیم کیا گیا، اسی طرح پیلو وینس میں قادیانیوں نے مسلمانوں کو مناظرے کا چیلنج کر رکھا تھا کہ اپنے کسی مبلغ کو بلالیں اور ہم سے بات چیت کریں۔ مولانا غلام مصطفیٰ اور مولانا محمد اختر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے وہاں پہنچے اور قادیانیوں کو پیغام بھیجا کہ آپ آئیں اور ہمارے ساتھ بات چیت کریں، وہاں پر مسلمانوں کی کافی تعداد موجود تھی مقامی علماً کرام مولانا عبدالستار، مولانا محمد طاہر مجاہد ختم نبوت مولانا عبدالرزاق و دیگر کارکنان موجود تھے، علاقہ کے دو حضرات ریاست علی، حکیم محمد صدیق قادیانیوں کو بلانے کے لئے دو دفعہ گئے لیکن قادیانی میدان سے فرار ہو گئے اور مسلمانوں کو اللہ رب العزت نے فتح عطا فرمائی۔ مولانا غلام مصطفیٰ اور ان کے ساتھی سارا دن ان کے انتظار میں بیٹھے رہے۔

جمعۃ المبارک مرکزی جامع مسجد مین بازار خوشاب میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے تفصیلی خطاب کیا۔ اور حکومت کو آگاہ کیا کہ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی شر انگیزیوں کا فوری نوٹس لیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت سابقہ حکومتوں سے سبق سیکھے مدارس اور جہادی تنظیموں مسئلہ ختم نبوت اور اسلام سے ٹکر لینے سے باز رہے ان تمام پروگراموں میں مقامی مبلغ مولانا محمد اختر بھی ہمراہ تھے۔

امت مسلمہ حضرت لدھیانویؒ کی دعائے سحر گاہی سے محروم ہو گئی

کروڑ لعل عیسن (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ فقیہہ الامت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے سانحہ شہادت پر تھہ والا، کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ کے علماً کرام اور دینی حلقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں نے گہرے رنج و غم اور پسماندگان، لواحقین اور متوسلین سے اظہار تعزیت کیا، تعزیتی پیغامات بھیجنے والوں میں قاری غلام رسول مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن محمدیہ بستی کھوکھر، رفیق امیر شریعتؒ حاجی غلام سرور اسرا، قاری اللہ بخش خاکی (مجھوٹہ)، مولانا خدا بخش کروڑی، ملک بلال اسرا، محمد زبیر اسرا، مولانا محمد عبداللہ، قاری غلام یٰسین بلوچ اور کئی ایک معززین علاقہ نے گہرے دکھ اور صدمہ کا اظہار کیا اور دعا کی کہ اللہ رب العزت مولانا لدھیانویؒ اور بادہ فاڈرائیور عبدالرحمٰن کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

ایس ڈبلیو او کے عہدیداران کی جانب سے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی بہیمانہ قتل پر اظہار افسوس

(کراچی) اسٹوڈنٹس ویلفیئر آرگنائزین (ایس ڈبلیو او) کے صدر قاری بلال احمد ربانی اور جنرل سیکریٹری ملک طارق حسین نے پاکستان کے نامور اور ممتاز عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے بہیمانہ قتل پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اس واقعہ کی شدید مذمت کی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک جید عالم دین اور محقق دین سے محروم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ انہوں نے مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔

مولوی احمد اللہ خان حمیدی کا اظہار تعزیت

حیدر آباد (نمائندہ خصوصی) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ شہادت پر حکیم مولوی احمد اللہ خان (صدر و مہتمم جامع مظاہر العلوم حیدر آباد) نے گہرے دلی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت کے لواحقین و پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔

اوکاڑہ انتظامیہ سے مطالبہ

اوکاڑہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا انتظامیہ سے مطالبہ قادیانی نوجوانوں کی مسجد سے نکلنے والے نمازیوں پر فائرنگ، نواحی موضع ایل پلاٹ فوجیانوالہ قادیانی اور مسلمانوں کے درمیان ایک عرصہ سے کشیدگی چلی آرہی تھی قاتلانہ حملہ کے ملزم گرفتار کرکے مقدمہ خصوصی عدالت میں چلایا جائے۔ تفصیلات کے مطابق موضع ایلپلاٹ فوجیانوالہ میں سات قادیانی نوجوانوں نے سلیم، مبشر، ظفر وغیرہ نے مسجد سے نماز ادا کر کے باہر آنے والے دو نمازی نوجوان فرزند اور مراد کو اندھادھند فائرنگ کر کے زخمی کر ڈالا جن میں سے فرزند ولد یوسف کی حالت نازک ہونے کے باعث اسے ڈسٹرکٹ ہسپتال میں داخل کرادیا گیا ہے۔ جبکہ مراد کو تیتالہ خورد ہسپتال میں طبی امداد دی جارہی ہے، اس واقعہ پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکریٹری حاجی احسان الحق، مولانا عبدالشکور بہادر نگری امیر مجلس ختم نبوت اوکاڑہ، قاری محمد الیاس جمعیت علماً اسلام، قاری غلام محمود انور، مولانا عبدالوحید مرکزی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا عبدالرزاق مجاہد نے زخمیوں کی عیادت کے موقع پر اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے ڈسٹرکٹ ہسپتال میں ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ بے گناہ معصوم نمازیوں پر قاتلانہ حملہ کے مرتکب ملزموں کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور مقدمہ انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں چلایا جائے، نیز علاقہ میں کشیدگی کے پیش نظر علما کا وفد تشکیل دیا گیا جنہوں نے رپورٹ پیش کردی ہے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداروں کو تحفظ فراہم کیا جائے، قادیانی قاتلوں کو گرفتار کر کے سزائے موت دی جائے۔ جمعیت علماً اسلام کے نائب امیر ممبر نظریاتی کونسل، حضرت مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی کے ہاں علما کرام اوکاڑہ کا ہنگامی اجلاس ہوا اور انتظامیہ سے کارروائی کرنے پر زور دیا، انتظامیہ اوکاڑہ نے کارروائی کرنے کی علما کرام کو یقین دھانی کرادی ہے، الحمد للہ۔

تبصرۂ کتب

نام کتاب : بنام قادیانی عوام
مؤلف : جناب نثار احمد خان فتحی
ضخامت : ۲۴۵ صفحات
قیمت : درج نہیں
ناشر : نثار احمد خان فتحی 525-A بلاک نمبر 1 فیڈرل بی ایریا، کراچی

زیر نظر کتاب پر تبصرہ کے لئے شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ تحریر فرمایا تھا من و عن ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

"۱)...... مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا اور مئی ۱۹۰۸ء کو دنیا سے رخصت ہوا، اس نے ایک الہام ذکر کیا تھا کہ تیری عمر اسی سال ہوگی، یا چار پانچ سال کم یا چار پانچ سال زیادہ، لیکن اس کی تاریخ وفات کو سامنے رکھا جائے تو یہ الہام غلط ثابت ہوتا ہے۔

۲)...... مرزا غلام احمد قادیانی نے سب سے پہلی کتاب "براہین احمدیہ" لکھی، جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ اس کی پچاس جلدیں شائع کی جائیں گی اور بے شمار لوگوں سے پیشگی رقمیں بھی وصول کیں، لیکن اس کتاب کے چار حصے شائع ہوئے اور اس میں بھی پہلا حصہ تو اشتہار پر مشتمل تھا۔ باقی حصوں میں حاشیہ در حاشیہ سے کتاب کو بھر دیا گیا اور پہلی فصل شروع ہوئی تو اس پر کتاب کو ختم کر دیا گیا اور اس کے آخر میں اعلان کر دیا گیا کہ: "یہ عاجز بھی حضرت ابن عمر کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے "انی انا ربک" کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً اور باطناً رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے۔" (اشتہار تکمیل صفحہ آخری براہین احمدیہ جلد چہارم)

۳)...... مرزا غلام احمد نے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، پھر محدث، ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۸۹۱ء میں دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو چکے ہیں، اور ان کی جگہ میں آیا ہوں۔ ۱۸۹۲ء میں دعویٰ کیا کہ میں مہدی بھی ہوں، ۱۹۰۱ء میں دعویٰ کیا کہ نبی ہوں۔ گویا مرزا غلام احمد کی زندگی مختلف اور متضاد دعووں کے گرد گھومتی ہے، اور جتنے متضاد دعوے ہو سکتے تھے سب اس شخص نے جمع کر لئے ہیں اور اس کو یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ میرے یہ دعوے آپس میں ایک دوسرے سے متناقض ہیں۔

۴)...... میرے مکرم و محترم جناب نثار احمد خان فتحی زید مجدہ نے (جو حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے مسترشد اور خلیفہ مجاز ہیں) مرزا غلام احمد کے دعاوی پر یہ کتاب تحریر فرمائی ہے، اور اس میں انداز بیان اتنا آسان اور استدلال اتنا مستند اور مؤثر ہے کہ اگر کوئی شخص اس کتاب کا اللہ تعالیٰ کے خوف اور قیامت کے محاسبہ کے پیش نظر بغور مطالعہ کرے تو انشاء اللہ اس پر راہ حق واضح ہو سکتی ہے۔

۵)...... میں موصوف کو اس کتاب کی تالیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور جو لوگ مرزا غلام احمد کے دام فریب میں آگئے ہیں ان کے لئے دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے ہدایت کی راہیں کشادہ فرمائیں اور انہیں ہمیشہ کے عذاب سے نجات عطا فرمائیں۔" (آمین)

”شیخِ زندہ دلانِ عصر“

۱۴۲۱ھ

”عالی فطرت، مہہ درخشاں“

۲۰۰۰ء

مفتی خواص و عوام احکامِ شرعی

۲۰۰۰ء

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ان کے دل میں تھی تمنائے بہشت — اب ہیں وہ آرام فرمائے بہشت

طائرِ گلزارِ جنت اڑ گیا — وہ رواں ہے سوئے اقصائے بہشت

آرزو پوری شہادت کی ہوئی — ہوگئے وہ مسند آرائے بہشت

بن گئے کتنے شہیدوں کے محل — ہوگیا آباد صحرائے بہشت!

دل ہے ان کا محوِ دیدارِ خدا — روح ان کی رقص فرمائے بہشت

وہ ہوئے بحرِ کرم میں غوطہ زن — جوش میں ہے آج دریائے بہشت

خیر مقدم کو کھڑی تھی حور عین — ان کو لینے آئی سلمائے بہشت

اپنے قدموں میں جگہ دیں گے انہیں — سیدِ کونینؐ آقائے بہشت

وہ کہ ایسے باخدا لوگوں میں تھے — جن کی محفل میں نظر آئے بہشت

باغِ رضواں میں بہ حکمِ رب انہیں — مل رہے ہیں جام صہبائے بہشت

یوسفِؒ کنعانِ جنت الفراق!

الفراق اے جلوہ آرائے بہشت

قاری محمد مسلم غازی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیرِ اہتمام

پندرھویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّت کانفرنس برمنگھم

٦ اگست ٢٠٠٠ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد برمنگھم ١٨٠ ابیلگر یوروڈ برمنگھم صبح 9 تا شام ٧ بجے

زیرِ سرپرستی حضرت مولانا **خواجہ خان محمّد** صاحب مدظلہ عالمی امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

- مسئلہ ختم نبوّت
- حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام
- مسئلہ جہاد
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9 9 ایچ زیڈ یو کے فون: 020-7737-8199